کیا مسیحی مذہب خدا کی طرف سے ہے؟

کیا مسیح مُردوں میں سے پھر جی اُٹھا؟

فصل اوّل

اگر مسیح مر کر جی اُٹھا تو مسیحی مذہب کے خدا کی جانب سے ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر مسیح پھر نہیں جی اُٹھا تو مسیحی مذہب راست نہیں ہو سکتا۔ گو اِس صورت میں یہہ ممکن ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم کی بہت سی باتیں صحیح ہوں۔ لیکن اگر مسیح پھر نہیں جی اُٹھا تو مسیحی مذہب بیانِ مضموں میں کہ وہ خدا کی طرف سے دُنیا کی نجات کا ایک انتظام اور خدا کے ساتھ میل ہونے کا ذریعہ ہے ہرگز صحیح نہیں چنانچہ پولوس رسول فرماتا ہے کہ "اگر مسیح مُردوں میں سے پھر جی نہیں اُٹھا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے اور تم اپنے گناہوں میں مبتلا ہو"۔ (۱ قرنتیوں ۱۵ باب، ۱۷ آیت)

فہرست مضامین

یہہ امر ایسا صاف ہی کہ اُن لوگوں نے بھی جنہوں نے مسیحی مذہب کی بیخ کنی پر کمر باندھی ہی خاص کر مسیح کے جی اُٹھنے کے مسئلہ پر بحث کر کے اُس کو غلط ٹھہرانا ہی کافی خیال کیا ہی۔ اِس مُلک میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مسیحی مذہب کے منجانب اللہ ہونے کے مسئلہ پر کچھ نہ کچھ غور و فکر کرنے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن تحقیقات کا جو طریق وہ اختیار کرتے ہیں درست نہیں۔ بجائے اِس کے کہ وہ انجیل پر غور کر کے اُس کی صداقت کے ثبوت اور دلائل دریافت کریں وہ اُن کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں جو اُس کی تردید میں لکھی گئی ہیں اور اِس لئے وہ سچائی کے دریافت کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ ہم بڑی خوشی سے ایسے اشخاص کی مدد کرنے کو آمادہ ہیں تاکہ وہ مسیحی مذہب کے واقعات کو صحیح طور پر سمجھ لیں۔ مگر ہم اقرار کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم اِس معاملہ میں کہینگے وہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی۔ ہم صرف اُسی کا اِعادہ کرینگے جس کو ہم سے پہلے دیگر علمائے مذہب نہایت عمدہ طور سے بیان کر چکے ہیں۔ جرمنی کے مشہور فاضل سٹراوس کو جس نے مسیح کی زندگی کے متعلق ایک بڑی کتاب تصنیف کی ہی اور نیز اُسی قسم کے دیگر معترضین کو علماء دین مسیحی کی طرف سے نہایت کافی و وافی جوابات دیئے جا چکے ہیں لیکن نہایت افسوس ہی کہ کسی نہ کسی وجہہ سے

ایسی کتابیں اُن لوگوں کے ہاتھہ نہیں لگتیں جو مذہبی تحقیقات میں مشغول ہیں۔ اِس خیال سے ہم نے اِس مختصر رسالہ کا لکھنا ضروری سمجھا ہی کہ وہ لوگ جن کو اُن بڑی بڑی کتابوں کے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا شاید اِس کو پڑھکر کچھہ فائدہ اُٹھا سکیں +

اکثر اشخاص کا یہہ خیال ہی کہ انجیل کی راستی یا ناراستی کا ثبوت ہی ناممکن ہی اور اِس لئے وہ اِس مسئلہ کی تحقیقات کرنا تضیع اوقات خیال کرتے ہیں۔ اِس قسم کی حجت سے وہ اپنے دل میں یہہ ٹھان لیتے ہیں کہ وہ مسیح کی تعلیم کے اُس حصہ پر جس کی صداقت عام طور پر مانی جاتی ہی عمل کرینگے اور باقی کو چھوڑ دینگے۔ یہہ خیال ظاہر میں بڑا دلچسپ معلوم ہوتا ہی اور اکثر فلسفی مزاج لوگ اُس پر کاربند ہوتے ہیں۔ لیکن ہم ایسے اشخاص سے درخواست کرتے ہیں کہ اُن کو چاہئے کہ پہلے بجائے خود اِس امر کو خوب جانچ لیں کہ اُن کا یہہ گمان کہ مسیحی مذہب کے منجانب اللہ ہونے کا کافی ثبوت نہیں کسی قابل اطمینان ثبوت پر مبنی ہی یا نہیں۔ نہ صرف خود اُن کے اپنے ذاتی فائدے کے لئے بلکہ صداقت اور مسیح کی خاطر سے بھی اُن کا یہہ فرض ہی کہ وہ خوب تحقیقات اور جستجو کرکے اِس امر کو تحقیق کرلیں کہ درحقیقت انجیل کے خدا کی طرف سے

ہونے کی بابت کوئی کافی ثبوت موجود ہی یا نہیں۔ فرض کرو ایک
بادشاہ اپنا وزیر دوسرے بادشاہ کی خدمت میں اس غرض
سے بھیجے کہ اُس بادشاہ کی لڑکی سے اپنے لڑکے کی شادی کا بندوبست
کرے اور وہ بادشاہ اُس سفیر کو قبول کرے اور اُس کو اپنے حضور
میں بلا کر اُس سے بہت سے معاملات پر گفتگو کرے۔ مگر بجائے اِس
کے کہ شادی کے معاملہ کی طرف کچھ توجہ کرے اُس قاصد سے
اُن ممالک کے حالات دریافت کرے جن میں سے اُس کو اپنے سفر
کے اثنا میں گذرنا ہوا اور جب کبھی وہ سفیر اُس سے شادی کے
معاملہ کی بابت کچھ تذکرہ کرے تو اُس کو ہنسکر ٹال دے اور آخرکار
جب وہ سفیر تنگ آکر یہہ کہے کہ جناب عالی۔ میں ایک سفیر ہوں
اور میرے آقا نے ایک خاص غرض کے لئے مجھے حضور کی خدمت میں
بھیجا ہی۔ میرے پاس میرے آقا کی طرف سے مراسلات ہیں جن کو
حضور ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اِس لئے اگر حضور اجازت دیں تو میں
اُس معاملہ کے متعلق جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں آپ کی خدمت
میں ذکر کروں اور حضور سے جواب پاکر اپنے آقا کو اطلاع دوں۔ مگر
وہ بادشاہ اُس کو یہہ جواب دے کہ مجھے اِس سے کچھ غرض نہیں۔
کہ تم کو تمہارے آقا نے میرے پاس کس مطلب کے لئے بھیجا ہی اور نہ

میں اُن مراسلات کا پڑھنا کچھ ایسا ضروری سمجھتا ہوں۔ لیکن تمہاری صحبت مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور میں بہت سے معاملات کے متعلق تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ بھلا بتلاؤ۔ کیا اس قسم کی گفتگو میں وہ سفیر اپنی اور اپنے آقا کی بےحرمتی نہیں سمجھیگا؟

اب دیکھو کہ مسیح کیا دعویٰ کرتا ہے؟ وہ یہہ نہیں کہتا کہ جیسے دُنیا میں بہت سے حکماء علما لوگوں کو تعلیم دینے اور سکھلانے کو آئے وہ بھی اُن میں سے ایک ہے بلکہ اُس کا دعویٰ یہہ ہے کہ وہ بنی آدم کا نجات دہندہ ہے۔ وہ یہہ نہیں کہتا کہ جہاں جہان میں اور روشنیاں ہیں وہ بھی اُن میں کی ایک روشنی ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ **میں جہان کا نور ہوں۔** (یوحنا ۸-۱۲) اور وہ کہتا ہے کہ **میں زندگی کی روٹی ہوں جو جہان کو زندگی بخشنے کے لئے آسمان سے اُتری ہے۔** (یوحنا ۶-۳۵) اگر اُس کی سندات جو وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا ہے کافی نہیں ہیں تو ہم اُس کے دعویٰ کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے لیکن ہم کو سب سے پہلے اس امر کی جانچ پڑتال ضرور ہے کہ آیا وہ سندات کافی ہیں یا نہیں۔ بیبل کے دعووں پر اکثر اشخاص شک لاتے ہیں۔ مگر اُن کا شک لانا اِس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ اُس کی صداقت کے ثبوت میں کافی شہادت موجود نہیں بلکہ اُس سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعض اشخاص اُس شہادت کو

کافی نہیں سمجھتے۔ مگر ایسی رائے کو تسلیم کرنے سے پہلے یہہ نہایت ضرور ہی کہ اُس کی صحت کو بخوبی دریافت کرلیا جائے۔ ہر ایک شخص اس امر سے خوب واقف ہی کہ بیبل اُن لوگوں پر جو اُس پر ایمان لاتے ہیں بعض فرائض کی پابندی لازمی ٹھہراتی ہی۔ لیکن ساتھ ہی اُن میں سے ہر ایک شخص اس بات سے خوب واقف ہی۔ کہ اِن پابندیوں کو قبول کرنے کے برخلاف اِنسان کے دل میں طبعاً ایک نفرت سی بیٹھی ہوئی ہی۔ اِس صورت میں بعض لوگ بیبل پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں تو اُس کی وجہہ یہہ نہیں کہ کتب مقدسہ میں کسی قسم کا نقص ہی بلکہ یہہ کہ انسان کی طبیعت اُس سے مخالفت رکھتی ہی۔ اوپر کی تمثیل میں بادشاہ سفیر کے بیانات کو اپنی مرضی کے مطابق رد یا قبول کرسکتا ہی لیکن اگر پہلے ہی سے اُس کے دل میں دوسرے بادشاہ کی نسبت کچھہ بُرے خیالات بیٹھے ہوں اور وہ اُس کو جاہ و اقتدار میں اپنے سے کم سمجھتا ہو تو وہ شادی کے معاملہ کی طرف ذرا بھی توجہہ نہیں کریگا۔ جب ملکہ شیبا نے سلیمان کے مال و دولت شان و شوکت اور قدرت و اختیار کا حال سُنا تو ہوسکتا تھا کہ وہ اِن تمام حکایتوں کو بیہودہ سمجھتی اور اُس میں اپنی کسرشان خیال کرتی۔ مگر بجائے اِس کے وہ اِس بات پر آمادہ ہوئی کہ بذات خود سلیمان

کے دربار میں جا کر اُن سب باتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ کاش کہ
اِس ملک کی تعلیم یافتہ جماعتوں کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہو۔
یہہ لوگ اور سب معاملات میں تو کامل تحقیقات و جستجو کرنا نہایت
ضروری خیال کرتے ہیں۔ مگر بیبل کے بارہ میں وہ اپنے اِس اصول کو
نظرانداز کر دیتے ہیں۔ شاید اِس تعصب کی ایک وجہہ یہہ بھی ہی کہ وہ
بیبل کو حکمران قوم کی مذہبی کتاب سمجھتے ہیں۔ لیکن ایسا سمجھنا بڑی
غلطی ہی وہ آسانی سے یہہ دیکھہ سکتے ہیں کہ یورپین افسران عموماً
دیسی عیسائیوں کی یا اِس مُلک میں مسیحی مذہب کے پھیلنے کی بہت
ہی کم پروا کرتے ہیں۔ بیبل میں لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص مسیح
کا روح نہیں رکھتا تو وہ اُس کا نہیں۔ سچے مسیحی مسیح کی
روح سے ہدایت پاتے ہیں جس کی ایک سب سے بڑی صفت فروتنی
ہی۔ اہل یوروپ کے چال چلن میں جو باتیں اہل ہند کو بُری معلوم ہوتی
ہیں اُن سب کا باعث یہہ ہی کہ ایسے لوگ مسیح کی روح نہیں رکھتے۔
اگر تم اِس قسم کی مسیحیت کو رد کرو تو ہمیں کچھہ بھی اعتراض نہیں مگر
ہماری درخواست صرف یہہ ہی کہ تم اُس غرور و تکبر پر نگاہ کر کے جو اکثر
یوروپین لوگوں کی زندگیوں میں دیکھا جاتا ہی مسیحی مذہب کی حقیقت
دریافت کرنے سے غافل نہ ہو جاؤ۔ خدا کے خاص بندے خواہ

رومیوں ۸-۹

وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں آسمانی بادشاہت کے رکن ہیں۔ خواہ لوگوں کے نزدیک اُن کی کچھ عزّت نہ ہو مگر خدا کے نزدیک وہ بڑا مرتبہ رکھتے ہیں۔ جس غرور کو تم بعض انگریزوں کی زندگی میں دیکھکر بُرا جانتے ہو وہی غرور اُن کو انجیل پر ایمان لانے سے روکتا ہی۔ تم کو اور اُن کو دونوں کو چاہئے کہ اِس انسانی غرور سے جو خدا کا بڑا دشمن ہی خبردار رہو۔ صادق آدمی کی ہمیشہ سب سے بڑی خواہش یہہ ہوتی ہی کہ وہ اپنے آسمانی باپ کے ساتھہ میل و صلح رکھے۔ یوروپ ہو یا ایشیا ہر ایک ملک میں یہی حال ہی۔ صاحب اقتدار لوگ اکثر مرض نخوت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ جو لوگ انگریزوں سے پہلے اس ملک میں حکمران تھے۔ اُن کا بھی یہی حال تھا۔ برہمن لوگ اپنے عروج کے زمانہ میں اس سے بچے ہوئے نہیں تھے۔ اور مسلمان بھی اِس سے خالی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس چین کے حکام کا بھی یہی حال ہی۔ جو غرور و نخوت تم کو انگریزوں میں بُرا معلوم ہوتا ہی وہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہی اور تم ہر ایک صاحب جاہ و اقتدار انسان میں جس پر مسیحی مذہب کا اثر سلیم نہیں ہوا اُس کا نشان پاؤگے +

ہندوستان کی تعلیم یافتہ جماعت کے دلوں میں یہہ خیال بھی بیٹھا ہوا ہی کہ پولٹیکل معاملات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اُن

کے واسطے یہہ نہایت ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے اتفاق رکھیں۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر غیر ملک کے خیالات اُن کے ملک میں رواج پا جاویں تو اُن کا اثر بربادی بخش ہوگا جس سے ملک بالکل تباہ ہو جاویگا۔ اور گمان کرتے ہیں کہ اُن کا بچاؤ اِسی میں ہے کہ وہ باہمی اتفاق رکھیں اور ایک دوسرے سے ملے جلے رہیں۔ مگر کیا یہہ بات ذات کے افسوس ناک خیال کی ایک دوسری صورت نہیں اور کیا اِسی ذات کے خیال نے پہلے ہی اِس ملک کو تباہ نہیں کر دیا۔ اِس لئے جو مسئلہ غور طلب ہے وہ یہہ نہیں ہے کہ کس طریق سے بیرونی خیالات کو ملک میں رواج پانیسے روکا جاوے بلکہ یہہ ہے کہ وہ کونسا طریق ہے جس سے اُن کی بُرائی کے ضرر سے محفوظ رہکر اُن کی خوبیوں سے فائدہ اُٹھاویں۔ انگریزی حکومت سے اِس مُلک کے پورے طور پر فائدہ نہ اُٹھانیکی سب سے بڑی وجہہ یہہ ہے کہ اُنہوں نے یسوع مسیح کی انجیل کو خوشی سے قبول نہیں کیا جو اُن تمام تحفوں میں سے جو اہل مغرب ہندوستان میں لائے ہیں سب سے عمدہ ہے۔ اِس لئے ہم اُن سب سے جن کو اِس رسالہ کے پڑھنے کا موقعہ ملے التجا کرتے ہیں کہ وہ نہایت توجہہ اور انصاف اور دعا کے ساتھہ اُسکا مطالعہ کریں اور اپنے دوستوں کو بھی جنہوں نے ابتک مسیحی مذہب کی سچائی کی شہادتوں کے دریافت کرنے پر توجہہ نہیں کی دکھلاویں ←

فصل دوم

اب ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر مسیح مُردوں میں سے پھر جی اُٹھا تو تو مسیحی مذہب
خدا کی طرف سے ہے لیکن اگر وہ نہیں جی اُٹھا تو مسیحی مذہب اِس لحاظ
سے کہ وہ خدا کی طرف سے انسان کی نجات کا انتظام ہے سچا نہیں مسیح
کی نسبت لوگ دو طرح کے خیال رکھتے ہیں۔ ایک تو یہہ کہ وہ خدا کی طرف
سے بھیجا ہوا ایک معلم اور ہادی تھا جس نے اگلوں کی نسبت زیادہ واضح
طور پر انسان کے فرائض یعنی اطاعت اور ایمان۔ اِس جہان اور آنیوالے
جہان کی باتوں کو ظاہر کیا اور خصوصاً اہل یہود اور دیگر اقوام کے درمیان
سے تفرقہ کی دیوار کو اُٹھا کر بنی آدم کو بہت بڑا فائدہ پُہنچایا۔ اِس خیال کے
لوگوں کے درمیان بہت کچھ اختلاف رائے ہے۔ لیکن اس فرقہ کا میلان
اِس طرف ہے کہ جہاں تک ہو سکے بالائے فطرت باتوں کو مسیحی مذہب سے
نکال دیا جاوے اور اُن تمام عجیب عجیب کاموں کو جو مسیح سے سرزد ہوئے
اُس کی اخلاقی اور ذہنی طاقتوں کی فضیلت یا فوقیت کی طرف منسوب
کرے ۔ دوسرا خیال یہہ ہے کہ مسیح انسانیت میں خدا کا ظہور ہے اور یہہ
ظہور اِس غرض سے ہوا کہ ایک قربانی کے ذریعہ جس سے خدا اپنی کسی
صفت یا قانون کو توڑنے کے بغیر اُن تمام لوگوں کو جو مسیح پر ایمان لاویں

معافی اور ابدی زندگی عطا کر سکے انسان کو پھر بحال کرے - اور جس کو گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں کے بھاری بوجھ سے خبردار ہوں اپنا کفارہ اور درمیانی سمجھکر اُس پر بھروسہ کر سکیں - پہلے خیال کا ماحصل یہہ ہے کہ انسان کو خدا کے نزدیک راستباز ٹھہرنے کے لئے صرف مدد کی ضرورت ہے دوسرے خیال کے مطابق مسیح نجات کا الف اور ی یعنی ابتدا اور انتہا ہے - وہ زندگی کی روٹی ہے جو جہان کو زندگی بخشنے کے لئے آسمان سے اُتری - اول الذکر خیال کے ساتھ ہمیں کچھ بحث نہیں کیونکہ وہ صرف بعض لوگوں کی ایک حکمت عملی ہے جس کے ذریعہ سے وہ انجیل کے صریح دعووں سے بالکل منکر سمجھے جانیکے الزام سے بچنا چاہتے ہیں اور وہ اس طریق سے انجیل کو بحیثیت مجموعی رد کر کے اُس میں سے صرف بعض باتوں کو جن کو وہ اپنے خیال میں عمدہ سمجھتے ہیں قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں - لیکن ہم انجیل کو اُس کی اصلی حیثیت میں قبول کرتے ہیں - اور اِس غرض سے مفصلہ ذیل دعووں کی صداقت کو ثابت کرنا اپنے ذمہ لیتے ہیں +

۱- مسیح انبیا کے سلسلہ میں سے ایک نبی نہیں بلکہ وہ ہے جس کی بابت تمام انبیا شہادت دیتے آئے ہیں +

۲- اُس کے اِس دنیا میں آنے کا مقصد ایک قوم سے نہیں بلکہ تمام

اقوام سے اور ایک زمانہ سے نہیں بلکہ تمام زمانوں سے یکساں علاقہ رکھتا تھا +

۳- وہ اِس لئے آیا کہ خدا اور گنہگاروں کے درمیان صلح بحال کرنے سے دُنیا کو بچاوے +

۴- وہ اپنے تمام زمانہ کارکنی (منسٹری) میں اپنی موت کو بنی آدم کی نجات کی تکمیل کا لازمی ذریعہ خیال کرتا رہا +

۵- مگر اِس دُنیا میں موت سے تمام ذاتی اثر اور قدرت و اختیار برباد ہو جاتا ہے۔ اور یہہ بات یسوع مسیح کی نسبت بھی بالکل درست ہونی چاہئے۔ یعنے اُس کی موت سے بھی اُس کے تمام اغراض و مقاصد برباد ہو جانے چاہئے +

۶- مگر مسیح اپنی موت کے ساتھ ہمیشہ اپنی قیامت یعنی جی اُٹھنے کا بھی ذکر کرتا تھا ایسے الفاظ میں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ مر کر جی نہ اُٹھیگا تو اُس کی زندگی کا سارا کام کالعدم ہو جائیگا۔ اور نیز یہہ بات کہ ابدی زندگی کی امید اُسی کے ساتھ دفن ہو گی اور اُسی کے ساتھ پھر زندہ ہو گی +

۷- یہہ ایک امر واقعی ہے کہ جب مسیح مر گیا تو اُس کے ذاتی اثر اور قدرت کا اُسی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ لوگ جو اُس کے زمانہ کارکنی میں ہر دم اُس کے ساتھ رہتے تھے لوگوں میں مسیحی مذہب پھیلانے کی بالکل ناقابل

بلکہ اُس سے مایوس بھی ہو گئے تھے +

۸- مسیح کی قیامت رسولوں اور دیگر شاگردوں کے نزدیک موت سے زندہ ہونا تھا اور یہہ زندگی ایسی کامل اور اعلیٰ اور نہایت طاقتور صورت میں تھی جس کا اُن کو کبھی خیال بھی نہیں گذرا تھا +

۹- جبکہ مسیح کا صعود یعنی آسمان پر اُٹھایا جانا اُس کی قیامت پر منحصر تھا ویسی ہی پنتکوست اور اُس کے بعد ہمیشہ کے لئے روح کا نزول اُس کے صعود پر منحصر تھا +

۱۰- اگر مسیح اپنے جسم کے ساتھ نہ جی اُٹھتا اور لوگوں کو نظر نہ آتا تو نہ تو کوئی مسیحی کلیسیا یروسلم میں ہوتی نہ قوموں میں انجیل کی منادی ہوتی نہ رسولوں کے اعمال کی کتاب ہوتی۔ نہ اُن کے خطوط ہوتے جو اُنہوں نے اپنی قائم کی ہوئی کلیسیاؤں کے نام لکھے +

ہمارے پہلے دعویٰ کے ثبوت میں کہ مسیح ابنیا کے سلسلے میں سے ایک نبی نہیں بلکہ وہ وہ تھا جس کی نسبت وہ سب شہادت دیتے آئے تھے کہ وہ مسیح یعنی مسیح کیا ہو عظمت کے اعتبار سے ہو گا بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اسبات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پرانے عہد نامہ میں ایک مسیح ابن اللہ کا ذکر ہی جس کی نسبت لکھا ہو کہ اُس کو خدا کی بادشاہت میں اعلیٰ اختیار و اقتدار حاصل ہو گا۔ اِس مسیح کے آنیکے پہلے ایک پیشرو کا آنا ضرور تھا۔ اور یہودی

قوم تسلیم کرتی تھی کہ یوحنّا بپتسمہ دینے والا وہی پیشرو ہی جس کی نسبت
پیشینگوئی ہی۔ یوحنّا بپتسمہ دینوالے نے جنگل میں منادی کرنے سے لوگوں
کے درمیان ایسی ہردلعزیزی حاصل کری جو اُس سے پہلے کسی کو حاصل
نہیں ہوئی تھی یعنی ہر درجہ اور رتبہ کے لوگ گروہ در گروہ ملک کے تمام
حصوں سے اُس پاس آئے اور اُس سے بپتسمہ پایا جو گویا اس امر کا نشان تھا
کہ وہ اُس بزرگ کو جو اُس کے بعد آویگا قبول کرینگے اور اُس کے فرمانبردار ہونگے۔
اِس طور سے تمام یہودی قوم نے سنجیدگی سے اِس بات کا اظہار کیا کہ مسیح کی آمد
کا وقت آپہنچا۔ اور یوحنّا اُس کا پیشرو ہی اور یہہ بھی اقرار کیا کہ وہ اُس کو جو اُس
کے بعد آنیوالا ہی قبول کرینگے۔ بعد ازاں آسمان سے آواز آئی اور روح قدس
کے اُترنے سے ظاہر ہو گیا کہ یسوع ہی وہ مسیح ہی اور یوحنّا نے عام طور پر
اعلان کر دیا کہ "دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہی"۔ یہہ نہایت (یوحنا ۱-۲۹)
پُر مضمون کلام ہی جس سے نہ صرف مسیح کے دنیا میں آنیکا اصلی مدعا ہی
ظاہر ہوتا ہی کہ وہ گنہگار اور خدا کے درمیان سے گناہ کی روک دور کر دیگا۔
اور ایک ایسی نجات کی تکمیل کریگا جو تمام بنی آدم کے لئے خواہ وہ یہودی
ہوں یا اقوام غیر سے فائدہ بخش ہو بلکہ یہہ بھی جتا دیا کہ وہ یہہ مقاصد دُکھہ
اور قربانی کے ذریعہ سے سرانجام کریگا۔ ایک موقعہ پر یسوع نے یروسلم میں
فریسیوں کی ایک جماعت سے یہہ سوال کیا تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو؟ تمہارا (متی ۲۲-۴۲)

مسیح کے حق میں کیا گمان ہی؟ وہ کس کا بیٹا ہی؟ اُنہوں نے جواب دیا۔ داؤد کا بیٹا۔ تو اُس نے اُنہیں کہا کہ داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہی کہ "خداوند نے میرے خداوند کو کہا کہ تو میرے دائیں ہاتھ بیٹھ" (زبور ۱۱۰-۱) داؤد نبی اور بادشاہ تھا مگر اُس نے تسلیم کیا کہ مسیح خداوند ہی اور کہ اُس کو وہ تمام قدرت حاصل ہی جو خدا کے دائیں ہاتھ کو ہی۔ مسیح نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا کہ وہ نبی سے بڑھکر ہی۔ صرف اِس لحاظ سے کہ وہ مسیح کا پیشرو تھا (متی ۱۱-۹) اور ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ "شریعت اور انبیا یوحنا تک تھے تب سے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دیجاتی ہی اور ہر ایک زور مار کے اُس میں داخل ہوتا ہی" (لوقا ۱۶-۱۶)۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف زبور ۲ و ۹ اور پرانے عہد نامہ کی اور کتابوں کے حوالہ سے یوں لکھتا ہی۔ "خدا جس نے اگلے زمانے میں نبیوں کے وسیلے باپ دادوں سے بار بار اور طرح بطرح کلام کیا اِن آخری دنوں میں ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا جس کو اُس نے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جس کے وسیلے اُس نے عالم بنایا۔ وہ فرشتوں سے اسقدر بزرگتر ٹھہرا" عبرانیوں ۱-او ۲- "گواہی جو یسوع پر ہی نبوت کی روح ہی" (مکاشفات ۱۹-۱۰)۔ ایک یہودی یہودیوں کے سامنے کلام کرتے ہوئے یوں کہتا ہی "سب نبی اُس پر گواہی دیتے ہیں کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے اُس کے نام سے اپنے گناہوں کی معافی پاوے گا"

اعمال ۱۰-۴۳-وہ مسیح ہونے کی حیثیت میں رتبہ کے لحاظ سے اعلیٰ تھا نہ صرف بلحاظ اپنی تعلیم کی فضیلت چلن کی پاکیزگی یا بنی انسان کے ساتھ زیادہ محبت کرنے کے اِن سب باتوں میں بھی وہ بلاشبہ سب سے بڑھکر تھا۔ مگر دانیال نبی کے کلام سے جو اُس سے پانچسو سال پہلے لکھا گیا۔ اِس سے بھی بڑھکر ظاہر ہوتا ہی "ایک شخص آدمزاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا۔ وے اُسے اُس کے آگے لائے اور تسلط اور حشمت اور سلطنت اُسے دیگئی کہ سب قومیں اور اُمّتیں اور مختلف زبان بولنیوالے اُس کی خدمت گذاری کریں"۔ (دانیال ۷-۱۳ و ۱۴)

فصل سوم

ہمارا دوسرا دعوی یہہ ہی کہ مسیح کے اِس دنیا میں آنے کا مقصد ایک قوم سے نہیں بلکہ تمام اقوام سے اور ایک زمانہ سے نہیں بلکہ تمام زمانوں سے یکساں علاقہ رکھتا تھا۔

فرض کرو ایک انجنیئر ایک بڑی عالیشان عمارت بنانا چاہتا ہی۔ مگر اُس کی تعمیر سے پہلے وہ اُس کے لئے گہری گہری بنیادیں کھدواتا ہی۔ اور

پھر رفتہ رفتہ اُن پر تعمیر کا کام جاری کرتا ہی - ہر ایک سمجھہ دار شخص بلاشبہ اُس کی بنیادوں اور بعد ازاں اُس کی دیواروں کو دیکھکر یہہ اندازہ لگا سکتا ہی کہ انجنیئر کا منشا ضرور ایک بڑی عالیشان عمارت تعمیر کرنیکا ہی کیونکہ اِس قسم کی بڑی بڑی تیاریاں کسی ایسی ویسی معمولی عمارت کے واسطے نہیں ہو سکتیں ◆

خداوند مسیح کو جہان میں لانے میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا ظہور بھی ٹھیک اِسی طور سے ہوا ◆

اُس فرشتہ نے جو بیت لحم میں یسوع کی ولادت کے وقت گڈریوں پر ظاہر ہوا یہہ کہا "میں تم کو ایک بڑی خوشی کی خبر دیتا ہوں جو تمام لوگوں کے لیئے ہو گی - تمہارے لیئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا ہی جو مسیح خداوند ہی" - جب یسوع کے والدین اُس کو ہیکل میں لائے (لوقا ۲-۱۰ و ۱۱) تو شمعون نامی ایک دیندار آدمی نے لوگوں کے سامنے یہہ کہا کہ وہ "قوموں کو روشن کرنے کے لیئے ایک نور ہی" - جب مسیح کو یوحنّا نے بپتسما (لوقا ۲-۳۲) دیا تو اُس نے اُس کی نسبت یہہ شہادت دی کہ "دیکھو خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہی" - معلوم ہوتا ہی کہ شیطان بھی مسیح کے دنیا میں (یوحنا ۱-۲۹) آنے کے مقصد کو سمجھتا تھا کیونکہ اُس نے دنیا کی بادشاہتیں اُس کے سامنے پیش کیں اور کہا کہ اگر وہ اُسے سجدہ کرے تو سب کچھہ اُس کا (لوقا ۴-۶)

ہوگا۔ جب مسیح نے اپنا کام ناصرت میں شروع کیا (لوقا ۴-۱۶ تا ۳۰) تو اُس نے یسعیاہ نبی کے کلام (یسعیاہ ۶۱-۱) پر لوگوں کے سامنے وعظ کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا مضمون اور تعلق بیان کرنے میں وہ اہل یہود سے ہٹکر غیر اقوام کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ اُس نے بیان کیا۔ کہ قحط کے زمانہ میں ایلیاہ نبی کسی یہودی کے پاس نہیں بلکہ غیر ملک میں ایک بیوہ کے پاس بھیجا گیا اور اُسی کے پاس رہا۔ اور اگرچہ بنی اسرائیل میں بہت کوڑھی تھے مگر سوائے نعمان کے جو سوریہ کا رہنے والا تھا کسی نے الیشع نبی کے ہاتھ سے شفا نہ پائی۔

لوقا ۴-۲۶

۱ سلاطین ۱۷ و ۱۰ تا ۱۶

اُس کی تقریر کے پہلے حصہ کو تو اہل ناصرت نے بڑی خوشی سے سُنا اور اُس کی خوش کلامی پر تعجب کیا۔ لیکن آخری حصہ کو سُنکر وہ نہایت خشمگین ہو گئے کیونکہ اُس سے وہ قومی تفرقہ کی دیوار جو اُن کے اور غیر قوموں کے درمیان کھنچی ہوئی تھی دور ہوتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور اسی غضب کی حالت میں اُنہوں نے اُس کو پہاڑی پر سے گرا کر مار ڈالنے کی کوشش کی۔

ابن آدم کا لقب بھی جو اُسوقت اُس نے اپنی نسبت استعمال کیا یہی مطلب ظاہر کرتا ہے۔ کہ اُس کا تعلق نہ کسی خاص قوم سے بلکہ کل بنی آدم سے ہے جب خداوند کو ایک غیر قوم کے صوبہ دار کی نسبت معلوم ہوا کہ اُس کا ایمان کسقدر مضبوط ہے تو اُس نے اس امر کی طرف لوگوں کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کیا۔ اور فرمایا کہ بہتیرے پورب و پچھم

سے آوینگے اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے
ساتھہ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھینگے" اُس کا اپنا ذاتی کام صرف
یہودی لوگوں تک محدود تھا اور جب اُس نے اپنے شاگردوں کو بھیجا کہ
اُس کے آگے جاکر منادی کریں تو اُن کو ہدایت کی کہ غیر قوموں کے پاس
نہ جاویں بلکہ صرف یہودیوں کے درمیان کام کریں۔ چنانچہ جب تک کہ
یہودیوں نے اُس سے بالکل انکار کرکے اُس کو صلیب پر کھینچکر نہیں مار ڈالا
انجیل کی منادی صرف یہودیوں کے درمیان ہی کی گئی۔ مگر اُس نے پہلے
ہی سے یہہ صاف طور پر جتا دیا تھا کہ یہہ انجیل سب قوموں کے لئے ہی۔
اُس کی تعلیم کا بڑا حصہ تمثیلوں کی صورت میں ہی اور ایک تمثیل کے اثنا
میں وہ فرماتا ہی کہ "کھیت سے مراد دنیا ہی"۔ بعض اور تمثیلوں میں بھی
اِس قسم کے فقرات پائے جاتے ہیں۔ "اِس جہان کے آخیر پر ایسا ہی
ہوگا کہ فرشتے آوینگے اور نیکوں کو بدوں سے جدا کرینگے"۔ جس
سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ تمام دنیا کی عدالت ہوگی۔ پھر اُس نے روٹیوں کے
معجزہ پر جو کچھہ اُس کی تشریح کے طور پر فرمایا اُس پر غور کرو۔ "خدا کی روٹی
وہ ہی جو آسمان سے اُترتی اور جہان کو زندگی بخشتی ہی"۔ وہ تمام بنی آدم
کو دعوت کرتا ہی۔ وہ یہہ نہیں کہتا کہ اگر کوئی یہودی پیاسا ہو تو میرے
پاس آوے بلکہ وہ یہہ کہتا ہی کہ "اگر کوئی پیاسا ہو مجھہ پاس آوے اور

متی ۸ : ۱۱، ۱۲
متی ۱۰ : ۵، ۶
متی ۱۳ : ۳۸
متی ۱۳ : ۴۹
یوحنا ۶ : ۳۳

یوحنا ۷۔۳۷

اور پیوے"۔ اور اسی طرح ہر ایک موقعہ پر وہ ایسے ہی کلمات فرماتا تھا
جن کا علاقہ عام سے ہوتا تھا۔ یہہ کہنا کہ انجیلیں صرف یہودی لوگوں
کے محاورہ میں لکھے ہیں اور اس لئے اُن کی اصطلاحات عام فہم بنانے
کے لئے اُن کی عبارت کی تشریح و درستی کی ضرورت ہی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ وہ
تو پہلے ہی ایسے عام محاورہ میں لکھے ہوئے ہیں جس کو ہر ایک مُلک ہر ایک
زبان اور ہر ایک درجہ کے لوگ باآسانی سمجھہ سکتے ہیں اور اُس سے اپنی
روحانی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ دنیا میں صرف انجیل ہی ایک ایسی
بے مثل مذہبی کتاب ہے جس سے جو کوئی چاہے کامل روحانی فائدہ
اُٹھا سکتا ہے۔ وہ تمثیل جس میں بادشاہ کے بیٹے کی شادی کی ضیافت
کا ذکر ہے صاف ظاہر کرتی ہے کہ غیر قومیں بھی آسمانی بادشاہت میں بُلائی
جاوینگی۔ پھر مسیح نے فرمایا کہ "بادشاہت کی اس خوشخبری (انجیل) کی
منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر
ہوگا۔ متی ۲۴-۱۴ پھر ایک اور موقعہ پر جب کہ ایک عورت نے خداوند
کو عطر ملا تو اُسنے فرمایا کہ جہاں کہیں تمام دُنیا میں یہہ انجیل سُنائی جاویگی وہاں
یہہ بھی جو اس عورت نے کیا بطور اُسکی یادگاری کے سُنایا
جاویگا۔ متی کی انجیل کے پچیسویں[25] باب میں اُس عدالت کا جو
مسیح کے جلال کے ساتھہ آنے پر ہوگی پورا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جس میں

متی ۲۲-۲ تا ۱۴

مرقس ۱۴-۹

مسیح اپنے کو تمام قوموں کی عدالت کرنے والا قرار دیتا ہی۔ اور وہ مقیاس جس کے مطابق اُن کو جزا یا سزا ملیگی یہہ ہوگا کہ لوگوں نے اُس کے شاگردوں کے ساتھہ کیسا سلوک کیا۔ اس مثال سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُس کے شاگرد تمام قوموں میں پائے جاوینگے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو وہ مقیاس جس کا اوپر ذکر ہوا ساری دُنیا کے لئے کیونکر جائز ٹھہر سکتا۔ پھر ایک اور موقعہ پر جب بعض یونانی لوگ خداوند سے ملنے آئے تو اُس نے فرمایا کہ "میں جو ہوں اگر زمین سے اوپر اُٹھایا جاؤں تو تمام آدمیوں کو اپنی طرف کھینچونگا" اِس امر کے ثبوت میں اور بھی بہت سے آیتوں کا حوالہ دیا جا سکتا ہی مگر جسقدر لکھا گیا ہی ہمارے اِس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہی کہ مسیح نے اپنے تمام زمانہ منسٹری میں واضح طور پر یہہ بیان کیا کہ وہ ایک ایسی نجات کا انتظام قائم کرنے کے لئے دُنیا میں آیا ہی جس کے ذریعہ سے صرف ایک یا دو قومیں نہیں بلکہ ساری دُنیا نجات پا سکے۔

متی ۲۵-۳۱

یوحنا ۱۲-۳۲

فصل چہارم

ہم اِس سے پہلی فصل میں اپنے اِس دوسرے دعوے پر بحث کر چکے ہیں کہ "مسیح کے اِس دُنیا میں آنیکا مقصد ایک قوم سے نہیں بلکہ تمام

اقوام سے اور ایک زمانہ سے نہیں بلکہ تمام زمانوں سے علاقہ رکھتا تھا" اور اُس کو انجیل کے بیانات سے اور خصوصاً خود خداوند مسیح کے اقوال سے پایۂ ثبوت کو پہنچا چکے ہیں۔ اس موقعہ پر یہہ ذکر کر دینا بھی نہایت ضروری ہی کہ کتب عہد قدیم سے بھی جو اہل یہود کو اقوام غیر سے بالکل علیحدہ کرتی ہیں یہہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مسیح کا کام تمام دُنیا کے متعلق ہوگا +

خدا تعالیٰ نے جو وعدہ ابراہیم سے کیا اُس سے صاف طور پر یہہ بات ظاہر ہوتی ہی چنانچہ خدا نے اُس کو فرمایا کہ "تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پاوینگی" اور قدیم یہودی لوگوں کو کامل یقین اس بات کا تھا کہ یہہ وعدہ مسیح میں اور مسیح کے ذریعہ سے پورا ہوگا +

پیدائش ۲۲-۱۸

جب حضرت یعقوب نے اپنے بستر مرگ پر اپنے سارے بیٹوں کو اپنے سامنے بلا کر نبوت کی راہ سے اُن تمام چیزوں سے جو آخری دنوں میں اُن پر وارد ہونے والی تھیں اُن کو آگاہ کیا تو اُس نے یہودا کے حق میں جس کی نسل سے خداوند مسیح پیدا ہوئے یہہ کلمات فرمائے کہ "یہودا سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اُس کے پائوں کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک کہ سیلا نہ آوے اور قومیں اُس کے پاس اکٹھی ہونگی"۔ لفظ سیلا سے قدیم یہودی مفسر مسیح مراد لیتے تھے +

پیدائش ۴۹-۱۰

جب خداوند مسیح دُنیا میں آیا تو ریاست یہودا کے ہاتھ سے جاتی رہی

تھی یہودیوں کے بہت سے اختیارات چھینے جا چکے تھے۔ وہ کسی آدمی پر قتل کا
فتویٰ صادر نہیں کر سکتے تھے۔ گو اُن کی شریعت بالکل منسوخ نہیں سمجھی جاتی تھی
تاہم اُن کے اختیارات بہت کچھ اہل روما کے ہاتھ میں چلے گئے تھے۔ اور
وہ دن بدن اُن کے سامنے دبے چلے جاتے تھے۔ یعقوب کے قول کے
وقت سے پندرہ سو سال بعد یہہ بات پوری ہوئی کہ سیلاہ یعنی مسیح دنیا میں
آیا اور ریاست یہوداہ کے ہاتھ سے جاتی رہی لیکن یہہ نبوت کہ "اُسی موعود
کے پاس "تمام قومیں اکٹھی ہونگی" ابھی پوری ہونے والی ہے اگرچہ اُس کے
پورا ہونے کے بہت سے آثار اس وقت بھی دنیا کی حالت سے نظر
آ رہے ہیں۔ زبور ۲ میں مسیح کی سلطنت کی پیشینگوئی ہے۔ اور اُس سے صاف
طور پر پایا جاتا ہے کہ اُس کی سلطنت عالمگیر ہوگی چنانچہ لکھا ہے کہ "مجھ سے
مانگ کہ میں تجھے قوموں کا وارث کرونگا اور زمین سراسر تیرے قبضہ
میں کر دونگا" اس آیت سے صاف پایا جاتا ہے کہ تمام قومیں اُس کے مانگنے
زبور ۲-۹
پر اُس کو دیجائینگی۔ ایک مقررہ زمانہ تک اُس کی قدرت و اختیار معرض التوا میں
رہینگے اور اُس کی تعلیم لوگوں کے سامنے ظاہر کیجاویگی اور لوگوں کو اُس کی اطاعت
اور فرمانبرداری کے لئے دعوت کیجاویگی اور اُس کے بعد عدالت کا وقت آویگا۔
زبور ۴۵ میں زیادہ واضح طور پر اس بات کا ذکر ہے کہ وہ کس طرح اُس قدرت و اختیار
کو اپنے ہاتھ میں لیویگا یعنی "راستی اور حلم اور راست بازی" کے وسیلہ سے اور

زبور ۲۰۴ میں اُن روحانی ہتھیاروں کا جو اُس سلطنت پر قبضہ کرنے کیلئے کام میں لائیگا اُڈر بھی وضاحت سے ذکر ہے۔ زبور ۲۲ میں مسیح کی تکالیف اور موت کے ذکر کے بعد ہم پڑھتے ہیں کہ وہ پھر زندہ ہوگا۔ اور پھر اُس کی نجات کے کام کی تکمیل کا اسطور پر بیان ہے کہ "سارے جہان کو سر اسر یاد آویگا اور وے خداوند کیطرف رجوع لاوینگے سب قوموں کے گھرانے تیرے آگے سجدہ کرینگے۔"

یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۴۰ باب میں یوحنا کی نسبت جو اُسکا پیشرو تھا اور اُس روحانی شاہراہ کی بابت جو خداوند کے پیغمبروں کے لئے کھولا جاویگا پیش گوئی درج ہے اور اُس میں صاف طور سے بتایا گیا ہے کہ "خداوند کا جلال آشکارا ہوگا اور تمام بشر ایک ساتھ اُس کو دیکھینگے (آیت ۵)" پھر یسعیاہ کے ۶۱ باب میں یعنی وہی باب جس کی پہلی آیت خداوند یسوع نے عبادتخانہ میں پڑھکر سنائی یہہ الفاظ لکھے ہیں "اور اُن کی نسل قوموں کے درمیان نامور ہوگی اور اُن کی اولاد اُمتوں کے درمیان۔ سب جو اُنہیں دیکھینگے اقرار کرینگے کہ یہہ وہ نسل ہے جسے خداوند نے مبارک کیا ہے۔" (آیت ۹) اور پھر آگے بڑھکر یہہ لکھا ہے کہ "جس طرح زمین اپنے پھل جمواتی ہے اور جس طرح باغ اُن چیزوں کو جو اُس میں بوئی گئی ہیں اُگاتا ہے اُسی طرح خداوند یہوواہ صداقت اور ستودگی کو ساری قوموں کے حضور اُگا دیگا۔" (آیت ۱۱)

دانیال نبی کی کتاب کے ۷ باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ "تسلّط اور حشمت

لوقا ۴

اور سلطنت اُسی ابن آدم کو دی گئی کہ سب قومیں اور اُمتیں اور مختلف زبان بولنے والے اُس کی خدمت گذاری کریں اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہی جو جاتی نہ رہیگی اور اُس کی مملکت ایسی جو زائل نہ ہوگی"۔ آیت ۱۴ اور پھر آگے چلکر لکھا ہی کہ "تمام آسمان تلے کے سارے ملکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت حق تعالیٰ کے مقدّس لوگوں کو بخشی جاویگی"۔ (آیت ۲۷) زبور ۱۱۰ میں لکھا ہی کہ "وہ ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہی" (آیت ۴) یہہ عجیب و غریب شخص یہودی نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کا کاہن اور اور سلیم کا بادشاہ بھی تھا اور مختلف اقوام اور خود ابراہیم بھی اُس کی عزت کرتے تھے (پیدائش ۱۴-۱۸ تا ۳۰)۔ ذکریا نبی کی کتاب ۹ باب ۹ آیت میں یہہ پیشنگوئی درج ہی "تیرا بادشاہ تجھ پاس آتا ہی وہ صادق ہی اور نجات دینا اُس کے ذمہ ہی وہ فروتن ہی اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر ہاں گدھی کے بچے پر سوار ہی" (مقابلہ کرو متی ۲۱-۱ تا ۱۱) اور اُس سے اگلی آیت (۱۰) میں یہہ الفاظ ہیں "اور وہ قوموں کو صلح کا مژدہ دیگا اور اُسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریا سے زمین کی انتہا تک ہوگی"۔ کیا یہہ سلطنت اُن ہتھیاروں سے جن کو دنیا کے بادشاہ اپنی سلطنت بڑھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں قائم ہوگی ہرگز نہیں۔ بلکہ اُسی آیت میں یہہ لکھا ہی۔ "اور میں افرائیم کی گاڑیاں اور یروسلم کے گھوڑے کاٹ ڈالونگا اور جنگی کمان توڑ ڈالی

جائیگی"۔حجی نبی کی کتاب ۲ باب ۷ آیت میں یوں لکھا ہے "میں ساری قوموں کو ہلا دونگا اور ساری قوموں کی مرغوب چیز آئیگی"۔یسعیاہ ۱۱-۱۰ میں ہم یہہ دلپسند وعدہ پاتے ہیں "اُسدن ایسا ہوگا کہ یسّی کی اُس جڑ کی جو قوموں کے لئے جھنڈے کیطرح کھڑی ہوگی قومیں طالب ہونگی اور اُس کی آرامگاہ پُرجلال ہوگی" (نیز دیکھو ۴۲-۱۰)۔

یہہ آیات جو ہم نے اوپر نقل کیں صاف طور پر اس امر کو ظاہر کرتی ہیں کہ موعود مسیح کے دنیا میں آنے سے یہہ غرض تھی کہ اُس سے تمام اقوام روحانی بھلائی حاصل کریں اور اُس کے خون سے خریدی ہوئی برکتوں اور نعمتوں کے فیض سے تمام دنیا مالامال ہو جاوے مگر اس جگہہ اس بات پر بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ مسیح کا دُنیا میں آنا ایک راز سربستہ تھا جسکو پُرانے عہد نامہ کے زمانہ میں حل کرنا مشکل تھا اور اب بھی اہل یہود کو جو صرف عہد عتیق کی کتابوں میں سے اُس کے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور عہد جدید یعنی انجیل کی روشنی سے اُس کا مطلب دریافت نہیں کرتے اُس کے سمجھنے میں ویسی ہی مشکلات پیش آتی ہیں۔کیونکہ جو عہد خدا نے بنی اسرائیل سے کیا اُس کا مقصد یہہ تھا کہ اہل یہود کو بعض مذہبی حقوق کے ذریعہ سے جو اُن کے سوا اور کسی کو حاصل نہ ہوں تمام غیر اقوام سے جدا کر دیا جاوے جس سے یہودیوں اور غیر قوموں کے درمیان ایک ایسی دیوار تفرقہ قائم

ہوگئی جو آسمان تک بلند اور ایسی مضبوط ہی کہ باوجودیکہ قوم کی حالت بالکل
شکستہ ہوگئی اور وہ کئی دفعہ اسیر ہوکر دوسرے ملکوں کو لیجائیگئی۔ دُنیا
کے ہر ایک حصّہ میں پراگندہ ہوگئی اور صدہا سال تک ایسے جور و ستم
اُن کو برداشت کرنے پڑے جس کی نظیر اور کسی قوم کی تاریخ میں پائی نہیں
جاتی بلکہ آج تک بھی بعض مُلکوں میں مثل رُوس وغیرہ کے برداشت کر رہے
ہیں۔ مگر باوجود اِن سب باتوں کے وہ دیوار نہ تو ٹوٹی اور نہ ٹوٹنے میں
آتی ہی۔ حالانکہ کلام میں صاف صاف لکھا ہی کہ مسیح کی نجات اور اُس
کے خون سے خریدی ہوئی برکتیں ساری دنیا کے واسطے یکساں ہونگی۔
اور اگر اُن سے دریافت کیا جاوے تو وہ ان آیتوں کی کچھہ اور تفسیر کرکے ٹال
دیتے ہیں اور کچھہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکتے +

مگر یہہ خیال کہ وہ خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہی اور مسیح کی آمد کے تمام
وعدے فقط اُنہیں کی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں نہ تمام بنی آدم سے۔
ہاں یہہ خیال جو ایک دفعہ دل میں بیٹھہ گیا ہی اب کسی طرح نکلنے میں نہیں
آتا۔ اور اُس خیال نے اُن کی آنکھیں اِسقدر اندھی کر رکھی ہیں۔ کہ صریح اور
ظاہر باتوں کو بھی دیکھکر نہیں سمجھہ سکتے + اُن کے لئے ابتک یہہ ایک
سربمہر راز ہی اور وہ اُن پر کبھی نہیں کھلیگا جب تک وہ اُس بیان کو جو انجیل میں
ہی تسلیم کرنے پر رضامند نہیں ہونگے +

فصل پنجم

ہمارا تیسرا دعویٰ یہہ ہو کہ مسیح دُنیا میں اِس غرض سے آیا کہ خدا اور گنہگاروں کے درمیان صلح بحال کرکے دُنیا کو خلاصی بخشے۔ ہم یہہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ صرف نبیوں کے سلسلہ میں سے ایک نہ تھا بلکہ تمام نبی اُس کی بابت شہادت دیتے آئے تھے۔ ہم یہہ بھی دکھا چکے ہیں کہ اُس کا مشن تمام اقوام سے علاقہ رکھتا تھا نہ خاص کسی ایک قوم سے اب ہم یہہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دُنیا میں اِس لئے آیا کہ بنی آدم کی خدا کے ساتھ صلح کرا کے اُن کو ہمیشہ کے عذاب سے خلاصی بخشے کیونکہ بنی آدم آدم کے گناہ اور اپنی ذاتی خطاؤں کے سبب خدا سے برگشتہ تھے اور اُس کے غضب کے نیچے آنے کے سبب عدالت کی رو سے دوزخ کی سزا کے لائق تھے اُس کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت کردی یا صرف ایک معلّم کی طرح اُن کو خدا کے احکام اور اُن کے فرائض کی تعلیم دیدے۔ بلکہ وہ بنی آدم کے لئے آدم ثانی کے طور پر ہوکے آیا تاکہ وہ لعنت جو آدم اول کے گناہ کے سبب بنی آدم پر پڑی اُس کے وسیلے سے دور ہو جاوے اور پھر خدا کے ساتھ صلح اور میل کا راستہ کھل جاوے۔ البتہ یہہ بھی ایک ضروری امر

تھا کہ لوگ اُس کو اپنا معلّم اور ہادی بھی مان لیں اور اُس سے اُسکے اپنے
ذاتی اوصاف اور خوبیوں اور اُس کے کام کی حقیقت کی صحیح تعلیم حاصل
کرلیں۔ لیکن گنہگاروں کے خدا کے ساتھ میل ہونے کے لئے فقط
یہی کافی نہیں ہی کہ اُن پر خدا کی مرضی کا پورے طور پر اظہار کر دیا جاوے
کیونکہ اگر صرف اِسی بات کی ضرورت ہوتی تو آج ایک بھی گناہگار دنیا
میں نظر نہ آتا۔ بلکہ اِس سے بھی بڑھکر ایک خاص دلی تبدیلی اور ایک
باطنی روحانی طاقت کی بھی ضرورت ہی۔ بعض یہہ خیال رکھتے ہیں کہ
مسیح میں اور دیگر معلّموں اور ہادیوں میں صرف اتنا فرق ہی کہ مسیح نے
اوروں کی نسبت خدا کی مرضی کو انسان پر پورے طور پر ظاہر کر دیا۔
ہم اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ خداوند مسیح نے اپنی ذات اور تعلیم
کے ذریعہ وہ بھید ظاہر کر دیئے جو پہلے کسی کو معلوم نہ تھے مگر اُس نے
صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ اِس سے بھی کچھہ بڑھکر کیا ہی۔ اگر اُس نے ہم کو
ہمارے فرائض اور اُن کے حقیقی منشا سے واقف کر دیا ہی تو اُس کا نتیجہ
یہی ہی کہ اب ہم اِس امر سے زیادہ واقف ہو گئے ہیں کہ فی الحقیقت ہم خدا
کے کسقدر بڑے قرضدار ہیں۔ شمعون فریسی کو صرف یہہ دکھا دینا کہ وہ پچاس روپیہ
نہیں بلکہ پانچسو کا اور پانچسو نہیں بلکہ دس ہزار تو مان کا مقروض ہی
بلاشبہ ایک بڑی بات تو ہی مگر فقط یہی کافی نہیں۔ کیونکہ اِس کا نتیجہ تو سوائے

لوقا ۷۔ ۳۶ تا آخر

اُس کے اور کچھہ نہیں کہ وہ اپنی خطاکاری اور روحانی نقصوں سے واقف ہوکر
بیتاب ہو جاوے اور یہہ دیکھکر کہ اُس کے اور خدا کے درمیان ایک بڑا
فاصلہ ہی اور کہ اُس کا میل خدا سے ہونا ناممکن ہی وہ اپنی نجات سے مایوس
ہوکر اپنی جان سے بھی بیزار ہو جاوے۔ اِس میں کچھہ شک نہیں کہ انجیل کا
پہلا کام یہی ہی کہ جب لوگوں کو سُنائی جاتی ہی تو اُن کے دل میں سخت کشمکش
اور اُن کی پہلی حالت کی نسبت بے اطمینانی پیدا کر دیتی ہی۔ کیونکہ عموماً
لوگوں کے دل میں یہہ خیال سمایا ہوا ہوتا ہی کہ خدا کے اور اُن کے
درمیان معاملہ بالکل ٹھیک ہی۔ وہ صاف طور پر اُن پر اِس بات کو روشن
کر دیتی ہی کہ خدا اُن سے کیا مطالبہ کرتا ہی اور اُس کے پاس اُن کی راستی
اور ناراستی کے ناپنے کا کیا پیمانہ ہی۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہی کہ وہ اپنی روحوں
کو خدا کی بالکل مخالف پاتے ہیں۔ وہ جان لیتے ہیں کہ جب تک گناہ اُن کی
ذات میں موجود ہی خدا جو قدوس اور عادل ہی انسان سے صلح نہیں کر سکتا
اور نہ انسان ہی خدا سے صلح کر سکتا ہی۔ اُس وقت اُن کے دل میں یہہ
سوال پیدا ہوتا ہی کہ خدا اور انسان میں کس طور صلح پھر قایم ہو سکتی ہی۔
یقیناً کوئی شخص اِس سوال کا اِس طور پر جواب دینے کا حوصلہ نہیں کریگا
کہ ہو سکتا ہی کہ خدا اُن تمام نافرمانیوں سے جو اُس کی شریعت کے خلاف
کی گئی ہیں قطع نظر کرکے اِس بات پر راضی ہو جاوے کہ لوگ بے شک

متی ۷-۱۳

چوڑے یعنی گناہ اور ابدی ہلاکت کے راستہ پر چلا کریں پھر بھی وہ محض اپنے فضل سے اُن کو بہشت میں داخل کر دیگا - خدا تو بدل نہیں سکتا اور اِس لئے خدا سے ملاپ کرنے کے لئے یہہ ضروری ہی کہ انسان بدل جاوے یعنی وہ اپنی پہلی گناہ کی حالت کو چھوڑ کر نیکی کا راستہ اختیار کرلے - مگر اِس امر کے لئے یہہ ضرور ہی کہ انسان کو اُس کے اپنے نفس یعنی بگڑی ہوئی طبیعت کے پنجہ سے چھوڑایا جاوے - یا یوں کہو کہ اُس کی پُرانی طبیعت کو نکال کر اُس میں ایک نئی طبیعت پیدا کر دی جاوے - یہی بات تھی جس کے پورا کرنے کے لئے خداوند مسیح دنیا میں آیا - اور اب ہم اِس امر کا ثبوت پیش کرتے ہیں خداوند مسیح فرماتا ہی - میں اِس لئے نہیں آیا کہ جہان پر حکم کروں بلکہ اِس لئے کہ جہان کو بچاؤں یوحنا ۱۲-۴۷ میں زندگی کی روٹی ہوں جو جہان کو زندگی دینے کے لئے آسمان سے اُتری یوحنا ۶-۳۳ و ۳۵ و ۴۸ وغیرہ میں آیا ہوں تاکہ وہ زندگی پاویں اور زیادہ حاصل کریں - یوحنا ۱۰-۱۰ جہان کا نور میں ہوں - جو میری پیروی کرتا ہی اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پاویگا - یوحنا ۸-۱۲ - زندگی کے نور سے مراد ہی زندگی بخشنے والی روشنی "زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی یوحنا ۱-۴ - باپ بیٹے کو پیار کرتا ہی اور سب چیزیں اُس کے ہاتھ میں دی ہیں جو کہ بیٹے پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُسی

گی ہی اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا
غضب اُس پر رہتا ہی۔ یوحنا ۳۔ ۳۵ و ۳۶۔ تم نہیں چاہتے کہ میرے
پاس آؤ تا کہ زندگی پاؤ۔ یوحنا ۵۔ ۴۰۔ تمام چیزیں باپ نے میرے
حوالہ کر دی ہیں۔ یوحنا ۱۲۔ ۱۷۔ تو نے اُسے جسموں پر اختیار دیا ہی تا کہ وہ اُن
سب کو جنہیں تو نے اُسے بخشا ہمیشہ کی زندگی عطا کرے۔ اور
ہمیشہ کی زندگی یہہ ہی کہ وہ تجھہ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے
تو نے بھیجا ہی جانیں۔ یوحنا ۱۷۔ ۲۔ ۳۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی
آسمان پر پوری ہوتی ہی زمین پر بھی بر آوے۔ متی ۶۔ ۱۰۔ جس کا
مطلب یہہ ہی کہ دنیا ایسی حالت میں آجاوے کہ اہل دُنیا بھی خدا کی
مرضی کو ایسی ہی بجا لاویں جیسے آسمان کے لوگ بجا لاتے ہیں۔ یا یوں
کہو کہ انسان اور خدا کے درمیان میل ہو جاوے۔ اور انسان نفس امارہ
کے پنجہ سے چھوٹ جاوے۔ خود یسوع کے نام سے بھی یہی بات ظاہر
ہوتی ہی کیونکہ لفظ یسوع کے معنی ہیں بچانیوالا یعنی وہ لوگوں کو اُن
کے گناہوں سے بچاویگا۔ متی ۱۔ ۲۰۔

اب ہم یہہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اُس نے خدا اور انسان کی مابین
صلح کرانے کے کام کو کس طور پر انجام دیا اور اِس لیئے ہم اپنے چوتھے
دعوے پر بحث کرتے ہیں۔

چوتھا دعویٰ

وہ اِس دُنیا میں اپنے تمام زمانہ کارکنے (منسٹری) میں اپنی موت کو بنی آدم کی نجات کی تکمیل کا لازمی ذریعہ خیال کرتا رہا۔

جب یوحنا بپتسمادینے والے نے خداوند مسیح کو دیکھا تو اُس نے اُس کی طرف اشارہ کرکے لوگوں سے کہا دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گُناہ اُٹھا لیجاتا ہی یوحنا ۱-۲۹ اسوقت برّہ کے لفظ نے یہودیوں کے دلوں پر بہت بڑا اثر کیا ہوگا اور اُنہوں نے فی الفور یوحنا کی اِس بات کو خوب سمجھ لیا ہوگا۔ کیونکہ جب ہم یہودیوں کے رسم و دستور پر نظر کرتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ برّہ یہودی شریعت اور اُن کے روزمرّہ کی زندگی میں کیا کام دیتا تھا۔ اگر ہم یہہ کہیں تو کچھہ مبالغہ نہیں کہ برّے کی قربانی اُن کی عبادت کا اعلیٰ جز اور یہوداہ کے حضور میں حاضر ہونیکا ایک لازمی ذریعہ تھا۔ سال کی ہر ایک عید کے موقعہ کی قربانیاں۔ خطا کی قربانی۔ سوختنی قربانی۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد عورتوں کی طہارت کی قربانی۔ کوڑھی کے پاک ہونے کی قربانی اور ہیکل میں روزمرہ کی صبح وشام کی قربانی تھی جن پر ہمیشہ برّا قربانی میں کام آتا تھا۔ ہر سال جب کہ بڑی عید کے موقعہ پر سردار کاہن قدس الاقداس میں داخل

ہوتا تھا تو قربانی کا لہو اُس کے ہاتھ میں ہوتا تھا جس کو وہ عہد کے صندوق پر چھڑکتا تھا۔ عہد عتیق کی کتابوں خصوصاً موسیٰ کی پانچوں کتابوں پر سرسری نظر کرنے سے یہہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل میں برّا اور اُس کی قربانی اُن کے گناہوں کی معافی اور یہوواہ کے ساتھ میل ہونے کے خیال سے کہاں تک وابستہ تھے ✦

یروشلم میں منادی کرتے ہوئے خداوند مسیح نے اپنے زمانہ منسٹری کے آغاز ہی میں یہہ کہدیا تھا کہ "اِس ہیکل کو ڈھادو اور میں اُسے تین دن میں کھڑا کر دونگا" یوحنا ۲-۱۹- انجیل نویس لکھتا ہے کہ یہہ اُس نے اپنے جسم کی ہیکل کی نسبت کہا تھا۔ مگر نقودیموس کے ساتھ جو گفتگو ہوئی اُس سے تو بغیر شک و شبہ کی گنجائش کے یہہ امر صاف صاف روشن ہے کہ خداوند یسوع سمجھتا تھا کہ نجات کے اس عظیم کام کی تکمیل جو اُس کے سپرد ہے اُس کی موت ہی کے ذریعہ سے ہوگی۔ چنانچہ اُس نے فرمایا۔ جس طرح موسیٰ نے بیابان میں سانپ کو بلندی پر رکھا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اُٹھایا جاوے تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے (یوحنا ۳-۱۴ مقابلہ کرو گنتی ۲۱-۹) ✦

اِس آیت میں ہم کو خداوند کی منسٹری کے ابتدائے زمانہ میں

ہی اِس امر کا صریح اشارہ ملتا ہی کہ وہ اپنی موت کو انسان کی نجات کا ذریعہ خیال کرتا تھا۔ وہ اپنی منسٹری کے تمام زمانہ سہ سالہ سے جس میں کہ وہ بطور معلم کے لوگوں کو تعلیم دیتا پھرا پرے نظر کر کے اپنی صلیبی موت کا نہایت صریح الفاظ میں ذکر کرتا ہی اور صاف جتاتا ہی کہ بیابان میں موسیٰ کا سانپ کو بلند کرنا اُس بڑے واقعہ کا جو اُس کو پیش آنیوالا ہی صرف ایک نمونہ تھا۔ بعدازاں جب فریسیوں نے اس سے نشان مانگا تو اُس نے فرمایا کہ "اِس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُنہیں دکھایا نہ جاویگا۔ کیونکہ جیسے یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم زمین میں رہیگا"۔ (متی ۱۲-۳۹ و ۴۰ مقابلہ کرو یونا ۱۵-۱۷) یوحنا کی انجیل کے چھٹے باب میں جہاں وہ دنیا کی زندگی کے لئے اپنے گوشت کے دینے کا ذکر کرتا ہی صاف صاف اُس کی موت کی طرف اشارہ ہی ✦

اپنی منسٹری کے آخری سال میں مسیح اور بھی زیادہ وضاحت سے اپنی موت کا بار بار ذکر کرتا ہی چنانچہ لکھا ہی "اُسوقت سے یسوع اپنے شاگردوں کو خبر دینے لگا کہ ضرور ہی کہ میں یروشلم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں سے بہت دُکھ

اُٹھاؤں اور مارا جاؤں اور تیسرے دن جی اُٹھوں اور اُس نے یہہ بات صاف کہی"۔ متی ۱۶-۲۱ و مرقس ۸-۳۲۔ اِس پر پطرس نے اُس کو ایسے کلمات استعمال کرنے سے جس سے لوگوں کے دلوں پر اُس کے الٰہی مشن کی بے اعتباری پھیل جاوے منع کیا بلکہ جھنجھلا کر کہا کہ "اے خداوند تیری سلامتی ہو یہہ تجھہ پر کبھی نہ ہوگا"۔ مگر اُس کے جواب میں خداوند مسیح نے اُسکو ملامت کی اور کہا کہ تو خدا کی چیزوں کی نہیں بلکہ انسان کی چیزوں کی فکر کرتا ہے۔ متی ۱۶-۲۳۔ اور پھر مفصلہ ذیل الفاظ میں اُس نے ظاہر کر دیا کہ وہ کس موت سے مریگا۔ اور اُس نے اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کے فرمایا۔ جو کوئی چاہے کہ میرے پیچھے آوے تو اپنا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کے میری پیروی کرے۔ متی ۱۶-۲۴*

اِسکے بعد اُسکی تبدیل صورت کا واقع ہوا (متی ۱۷ باب) جب کہ موسیٰ اور ایلیاہ مسیح سے اُس کی موت کا جو یروسلم میں واقع ہونیوالی تھی تذکرہ کرتے نظر آئے۔ اور مسیح نے اپنے شاگردوں کو تاکید کر کے فرمایا کہ جب تک وہ مردوں میں سے جی نہ اُٹھے اُس کے اِس جلال کا کسی سے ذکر نہ کریں (متی ۱۷-۹) اِن ساری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح دنیا میں خاصکر اِس غرض سے آیا کہ صلیب پر اپنی جان دیکر انسان کو نجات

دیوے۔ اور وہ اِس بات کو جانتا بھی تھا۔ اور اپنی زندگی کے تمام افعال اور اقوال کا مدار و انحصار اِسی پر سمجھتا تھا۔ اِس امر کے لحاظ سے یسوع مسیح میں اور اُن تمام اشخاص میں جو دُنیا میں آئے بہت فرق ہی۔ اور جسقدر پیغمبر دُنیا میں آئے اُن کا صرف یہی کام تھا کہ وہ اپنا پیغام جو خدا کی طرف سے لائے تھے لوگوں کو سناویں مگر مسیح کی تمام منسٹری (زمانہ کارکنی) ایک تمثیل اور ایک راز سربستہ تھی جس کا حل اُس کی موت اور قیامت پر منحصر تھا ✦

اِس وقت کے یعنی تبدیل صورت کے بعد مسیح بار بار اپنی موت کا ذکر کرتا رہا۔ مگر ہم صرف ایک موقعہ کا ذکر کر کے اِس بحث کو ختم کرتے ہیں جب آخری بار یروسلم میں شاہانہ جلال کے ساتھ داخل ہونے کے بعد بیت عنیا میں لعاذر کی بہن مریم نے خداوند کو عطر ملا تو اُس نے فرمایا کہ ''یہہ اُس نے میرے دفن کے لئے کیا ہی'' یوحنا ۱۲۔ ۷۔ جس سے اُس نے صاف جتا دیا کہ وہ عنقریب مارا جاویگا۔ اور اُس کے شاگردوں کو اُس کے جسم کو خوشبو ملنے کا موقعہ بھی نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ مسیح کی موت کا حال پڑھنے سے جو چاروں انجیل نویسوں نے مفصل طور پر لکھا ہی اِسکی تصدیق ہو سکتی ہی۔ ہمارے اِس دعویٰ کی تائید میں انجیل میں اِس قدر کثرت سے ثبوت مل سکتے ہیں کہ جو شخص سرسری نظر سے بھی اُس کا مطالعہ کریگا اُس کے دل میں اِس امر میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہوگی ✦

فصل ششم

ہمارا پانچواں دعوی یہہ ہی

مگر اس دُنیا میں موت سے تمام ذاتی اثر اور قدرت و اختیار برباد ہو جاتا ہی اور یہہ بات یسوع مسیح کی نسبت بھی بالکل درست ہونی چاہیئے یعنی اُسکی موت سے بھی اُس کی تمام اغراض و مقاصد برباد ہونے چاہیئے +

اِس معاملہ کو صحت کے ساتھہ جانچنے کے لئے ہمیں اُن تمام خیالات کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے دلوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے جو مسیح کے جی اُٹھنے اور روح قدس کے الہام کے ذریعہ سے جس کو مسیح نے اپنے اُٹھائے جانے کے بعد ایمانداروں پر نازل کیا ہمارے دلوں میں پیدا ہوئے + انجیل کو مطالعہ کرنے سے یہہ بات صاف روشن ہوتی ہی کہ شاگردوں کی تمام اُمیدیں بالکل اُن کے آقا کی ذات کے ساتھہ وابستہ تھیں - وہ اُس کے بغیر اکیلے دم بھر کے لئے بھی قائم نہیں رہ سکتے تھے اگر وہ تھوڑی سی دیر کے لئے بھی مسیح سے جدا کئے جاویں تو وہ وہی مچھوے اور محصول لینے والے تھے جیسے کہ اسکے ساتھہ شامل ہونے سے پہلے تھے - بلکہ جب مسیح نے اُن کو بھیجا کہ اُسکے آگے آگے جا کر اُس کے آنیکی خبر دیں - تو اُس وقت بھی اُن کے سارے

حوصلہ کی بنا اس خیال پر تھی کہ مسیح اُن سے قریب ہی۔ اور تمام مُلک میں گھر گھر
اُسی کا شہرہ ہی۔ اور خاصکر یہہ بات کہ اُس کے نام سے اُن کو معجزے دکھلانیکی
قدرت حاصل ہی۔ غرض کہ اُس وقت بھی اُسی کے نام کا اُن کو سہارا تھا۔
لیکن جب مسیح اپنے تین خاص شاگردوں کو ہمراہ لیکر اُس پہاڑ پر جہاں اُسکی
صورت جلالی ہو گئی گیا تو وہ شاگرد جو پیچھے رہ گئے تھے یہہ نہ جانکر کہ وہ
کہاں اور کس لئے چلا گیا ہی نہایت پریشان خاطر ہو گئے۔ اور جب ایک آسیب زدہ
جوان اُن کے پاس علاج کیلئے لایا گیا تو اُسے چنگا نہ کر سکے۔ جس سے صاف
ظاہر ہو گیا کہ مسیح سے جُدا ہونے کے سبب اُن کا ایمان بالکل کمزور ہو گیا
تھا۔ مسیح جب تک اُن کے ساتھہ تھا اُن کو کسی قسم کی تکلیف یا دُکھہ کا اندیشہ
نہ تھا اور جیسے بھیڑیں گلہ بانئے کے پاس ہونے سے ہر ایک خوف و خطر سے مطمئن
ہوتی ہیں وہ اُس کے زیر سایہ اپنے تئیں ہر ایک بلا سے محفوظ خیال
کرتے تھے۔ اُس کے حضور میں اُن کو کچھہ کرنا نہیں پڑتا تھا بلکہ مسیح آپ ہی
سب کچھہ کرتا تھا جب فقیہہ اور فریسی صدوقی اور ہیرودیسی ہیکل کے سردار
اور عوام الناس اُس کے سامنے آتے تو مسیح آپ ہی اُن کا مقابلہ کرتا تھا۔ وہ
آپ ہی کتاب مقدس کے حوالے دے دیگر اُنکے پیچ در پیچ سوالوں کا جواب دیتا اور خدا
کے کلام کے حوالے سے آیات کی صحیح صحیح تفسیر بیان کرتا تھا۔ اپنے تمام زمانہ منسٹری میں مسیح
تن تنہا ان فریسی اختیار اور صاحب عزت لوگوں کے ساتھہ جھگڑا کرتا رہا اور اُسکی

کے شاگرد فقط تماشائیوں کی طرح اُس کے ہمراہ رہتے تھے۔ وہ خود اپنی ذاتی کمزوریوں سے واقف تھے اور اِس لئے جب مسیح اپنی موت کا ذکر کرتا تھا تو اُن کے چھکے چھوٹ جاتے تھے۔ جب مسیح نے اپنے مارے جانے کا ذرا سا بھی اشارہ کیا تو اُن کے مُنہہ سے بے ساختہ یہی کلمہ نکلا "خداوند یہہ تجھہ پر کبھی نہ ہوگا" متی ۱۶-۲۲۔

اِس امر کو زیادہ تر واضح کرنے کے لئے ہم شاگردوں کی اُس وقت کی حالت پر نظر کرتے ہیں جب مسیح دشمنوں کے ہاتھہ میں گرفتار ہو گیا۔ جس وقت اُن کو یہہ معلوم ہو گیا کہ مسیح اپنے دشمنوں سے چھوٹنے کے لئے اپنی قدرت کو استعمال نہیں کرتا بلکہ بطور ایک عاجز قیدی کے اُن کے پنجہ میں گرفتار ہے تو وہ سب کے سب بالکل کمزوری مجسم ہو گئے۔ اُس وقت اُن کو اپنی جان کا اندیشہ دامن گیر ہوا اور وہ اپنے آقا کو جو کئی سالوں تک اُن کا رہنما رہا تھا جانی دشمنوں کے ہاتھہ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ پطرس نے جو خداوند کے سامنے شیخی سے کہہ رہا تھا کہ "میں تیرے لئے اپنی جان دونگا" تھوڑی ہی دیر کے بعد سردار کاہن کے گھر میں نہایت کمینگی سے اپنے مالک کا تین بار انکار کر دیا۔ صرف اِس خوف سے کہ کہیں اُس کو بھی اُس کے ساتھیوں میں سے سمجھکر گرفتار نہ کر لیں (یوحنا ۱۸-۱۷ وغیرہ اور نیز دیکھو دیگر اناجیل) اُن میں سے کسی کو بھی یہہ جرأت نہوئی کہ صلیب پر کھینچے جانے کے دن

یوحنا ۱۳-۳۷

آگے بڑھکر اپنے تئیں مسیح کے ساتھی ظاہر کریں جب مسیح صلیب پر لٹک
رہا تھا تو وہ خوف سے کانپتے ہوئے فاصلہ پر کھڑے اُس کی طرف تکتے تھے۔
اور جب وہ مر گیا تو اُن کو اتنی بھی جرات نہ ہوئی کہ اُس کی لاش کے لینے کے
لئے حاکم سے درخواست کریں آخر ارمتھیا کے ایک معزز شخص یوسف نامے
نے جو ظاہراً مسیح کے شاگردوں میں سے نہ تھا اُس کی لاش حاکم سے
مانگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب شاگردوں نے دیکھا کہ اب یسوع مر گیا۔ تو وہ
اُسی وقت وہاں سے چلے گئے اور صرف چند عورتیں اُس کی لاش
کی تجہیز و تکفین کے لئے رہ گئیں۔ یہودیوں کے خوف سے وہ اپنے گھر
کے دروازوں کو بھی ہر وقت نہایت مضبوطی سے بند رکھتے تھے۔ مسیح
کے زمانہ حیات میں وہ اپنے خداوند کو دیکھتے رہے تھے کہ وہ کس طرح اپنے
آپ کو اپنے مخالفین کے ہاتھ سے بچاتا تھا اور اُس کی گرفتاری کے لئے
اُن کی کوئی کوشش کارگر نہیں ہوتی تھی۔ اور اِس لئے وہ اُس کی گرفتاری
اور قتل کے واقع کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے۔ اِس بات سے وہ بالکل
سراسیمہ و حیران رہ گئے۔ خداوند کی گرفتاری اور صلیب پر مارے جانے
سے ظاہراً کچھ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خود خدا تعالیٰ نے بھی اُسے دشمنوں
کے حوالہ کر دینے سے یہہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہودی یسوع ناصری کی مخالفت
میں حق بر ہیں اور گویا وہ خدا کے نزدیک بھی یہودیوں کے خیال کے مطابق

یوحنا ۱۵-۳۸

لوقا ۲۳-۵۵

دغا باز ہی۔ اگرچہ یسوع نے اُن سے اپنی موت کا پہلے ہی سے تذکرہ کیا تھا مگر
اُن کے ذہن میں موت کا خیال سوائے قطع رشتۂ حیات کے اور طرح پر آنا
ناممکن تھا اور اسی لیئے وہ اُس کے جی اُٹھنے کے وعدہ کو بالکل فراموش کر بیٹھے
تھے۔ اور جبکہ تمام لوگوں کے سامنے مسیح کے دشمن اُس پر کامل فتح حاصل
کر چکے تھے اور شاگردوں کو بھی گرفتاری کا خوف دامنگیر ہو رہا تھا تو اُن سے
یہہ امید کرنا کہ وہ مسیح کی تجاویز کے سلسلہ کو جو اُس کی موت سے بالکل منقطع ہو گیا
ہی پھر از سر نو پورا کرنیکی کوشش کرینگے بالکل بیہودہ معلوم ہوتا ہی۔ بلاشبہ اُنکو
بہت سی عمدہ عمدہ باتیں جو مسیح نے فرمائیں یاد تھیں مگر اُن باتوں کو لیکر وہ اُس
خوفناک واقعہ کے مقابلہ میں کیا کر سکتے تھے کہ وہ شخص جس نے وہ باتیں
کہیں دُنیا کے نجات دہندہ ہونے کا دعویدار تو تھا مگر خود ایسی بےعزتی کے
ساتھہ حکّام کے فتوے سے مارا گیا۔ اگر اُس وقت وہ اُٹھکر منادی کو کھڑے
بھی ہوتے تو کیا کہتے؟ مسیح نے جی اُٹھنے کا وعدہ تو کیا تھا مگر اُس وقت یہہ
وعدہ اُن کے کس کام تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام وعدے اُس
کے ساتھہ ہی مصلوب ہو گئے۔ اُن کے دل میں اس قسم کے خیال گذرتے
تھے کہ اگر مسیح میں درحقیقت کچھہ قدرت ہوتی تو اُس نے اپنے مرنے سے
پہلے اُس کو کیوں استعمال نہ کیا اور کیوں صلیب سے نہ اُتر آیا۔ اُن کے دل
میں اس قسم کے خیالات کے سوا اور آ بھی کیا سکتا تھا؟ جی اُٹھنے کا وعدہ

بھی اُن کو اپنی سابقہ امیدوں کی طرح ایک بیہودہ سی بات معلوم ہوتی تھی اور
یہہ بات صاف طور پر لکھی ہی کہ جب عورتوں اور دوسرے بعض شاگردوں
نے مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا تو اُن کو اُس پر بالکل یقین نہ آیا دیکھو مرقس
۱۶-۱۴-۱ - یوحنا ۲۰-۷-۲۵ - اور جب تک خود مسیح اُن پر ظاہر نہیں ہوا -
اُن کے شکوک کسی طرح رفع نہیں ہوئے ۔

اِس بات سے ہم کو صاف معلوم ہو سکتا ہی کہ اُن کے دلوں کی اُسوقت
کیا حالت تھی اور اِس سے ہمارا یہہ خیال پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہی کہ مسیح کی
موت سے اُس کا تمام منصوبہ بالکل تباہ ہو گیا تھا - نہ صرف اُس کے
دشمنوں کو بلکہ خود اُس کے شاگردوں کو بھی یہی نظر آتا تھا - اُنکے سابقہ
ایمان میں سے جو کچھہ باقی رہا وہ اِن الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ "ہم
امید رکھتے تھے کہ یہی اِسرائیل کو مخلصی دینے کو تھا" (لوقا ۲۴-۲۱)
مصلوب شدہ یسوع کے معاملہ کو سرِ نو تازہ کرنے کے لئے مسیح سے ایک
بڑے شخص کی حاجت تھی یا یوں کہو کہ ایک ایسے مسیح کی ضرورت تھی جو
اُس کے زمانہ منسٹری سے بڑھکر روحانی قدرت سے ملبّس ہو کر اِس زمین
پر پھر زندہ ہو - اُس کے عجیب و غریب کام اور مختصر زمانہ منسٹری میں جو
اُس کے پیرو ہوئے اُن کا بقیہ بھی چند جلیلی لوگ تھے جو بھیڑوں کی
مانند جن کا گڈریہ نہ ہو خوف اور گھبراہٹ سے بھرے اور چاروں طرف

سے اُن دشمنوں میں جنہوں نے اُن کے مالک کو قتل کردیا تھا گھرے ہوئے تھے۔ ایسی حالت میں کیا یہہ خیال ہو سکتا ہے کہ پطرس یا یوحنا یروشلم میں یسوع کے کلام کی منادی کے لئے کھڑے ہونے کی جرات کرتے؟ کوئی شخص جو ذرا بھی عقل سلیم رکھتا ہے اس قسم کی بیہودہ بات کو کبھی تسلیم نہیں کریگا +

فصل ہفتم

ہمارا چھٹا دعویٰ یہہ ہے

جب کہ مسیح اپنی موت کو اپنے مشن کی تکمیل کا لازمی ذریعہ خیال کرتا تھا وہ ہمیشہ اپنی موت کے ساتھ اپنی قیامت یعنی جی اُٹھنے کا بھی ذکر کرتا تھا ایسے الفاظ میں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ مرکر جی نہ اُٹھیگا تو اُس کی زندگی کا سارا کلام کالعدم ہو جاویگا اور کہ ابدی زندگی کی امید اُسی کے ساتھ دفن ہوگی اور اُسی کے ساتھ پھر زندہ ہوگی +

عجیب سے عجیب چیزوں کے ساتھ بھی جب ہم زیادہ مانوس ہو جاتے ہیں تو اُن میں کچھ بھی تعجب انگیز صفت باقی نہیں رہتی عجیب و غریب قدرتی ظہور جب روزمرہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے رہتے ہیں تو ہم کو ایک معمولی سی بات

معلوم ہوتی ہی۔ مگر تمام تاریخ میں ہم کو کوئی اور واقعہ ایسا نہیں ملتا جو مسیح کی زندگی کے
موافق ہو۔ اور یہہ دیکھکر تعجب ہوتا ہو کہ اُس نے اپنی ساری زندگی ایک ایسے کام
کے سرانجام کرنے میں صرف کی جسکی تکمیل اُس کی موت کے بعد ہونیوالی تھی۔ وہ ہمیشہ
الٰہی قدرت کو استعمال کرتا تھا۔ مگر ایسے طریق سے جس سے شاگردوں کو خیال گذرتا تھا
کہ گویا وہ ایک طرح سے اُس طاقت کو ضایع کر رہا ہی۔ وہ بیماروں کو عموماً غربا کو شفا
بخشتا۔ دیووں کو نکالتا۔ اور بعض اوقات مُردوں کو بھی زندہ کرتا تھا۔ مگر یہہ سب
کام اکثر گمنام مقامات میں کیا کرتا تھا۔ اور اُس کے دل میں ذرا بھی اِس امر کا
خیال نہیں آتا تھا کہ اُس کے معجزہ دکھانے کے وقت کوئی بڑی جماعت عوام الناس کی
یا بزرگ اور عالم لوگوں کی اُس کے پاس موجود ہو۔ اُس کے بھائیوں نے بھی
ایک موقعہ پر اُس سے اِس بات کی شکایت کی اور کہا۔ "ایسا کوئی نہیں جو چھپ
کام چھپ کے کرے اور چاہے کہ آپ مشہور ہو۔ اگر تو یہہ کام کرتا ہی
تو اپنے تئیں جہان کو دکھلا" (یوحنا ۷۔ ۴) اُس کے شاگرد اُس سے اِس
امر کے بہت خواہاں تھے کہ وہ اپنی قدرت کو کام میں لاکر عنانِ حکومت اپنے
ہاتھہ میں لیلے۔ مگر مسیح نے فی الفور یہہ بات اُن کے ذہن نشین کرنیکی کوشش
کی کہ پیشتر اِسکے کہ وہ اپنے تمام اختیارات کو بنی آدم کے نجات دہندہ کی حیثیت
سے عمل میں لادے یہہ ضروری ہی کہ وہ اپنی قدرت سے دست بردار ہو کر اپنے دشمنوں
کے ہاتھہ سے مارا جاوے اور مردوں میں سے پھر جی اُٹھے۔ آؤ اب ہم اسبابات پر

غور کریں۔ ہمارے سامنے ایک ایسا شخص ہے جس کی زندگی نہایت عجیب ہے اور جو ایسی قدرت رکھتا ہے کہ ایسے کسی آدمی کو پہلے نصیب نہیں ہوئی۔ اور لوگ اُس سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ سلطنت کو قائم کریگا۔ لیکن اُس شخص کے دل میں یہہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ضرور ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے کامل شکست اُٹھاوے یہانتک کہ نہایت ذلت کی موت مرے اور صرف مرنیکے بعد ہی وہ اپنے اِس عظیم کام کی تکمیل کریگا +

ہمارے پاس اِس دعویٰ کا بہت سا ثبوت موجود ہے۔ اپنے منسٹری کے ابتدا ہی میں اُس نے ہیکل میں اہل یہود کو یوں کہا کہ "اِس ہیکل کو گرادو اور میں تین دن میں اُس کو پھر بنا دونگا۔" (یوحنا ۲-۱۹) جس سے اُس کی مراد اپنے جسم کی ہیکل سے تھی۔ وہ جس کی مانند کبھی کسی آدمی نے کلام نہیں کیا۔ یا وہ گو نہیں تھا۔ اور نہ وہ ایسا بیوقوف تھا کہ خیال کرلے کہ یہودی اُس کے کہنے سے اُس خوبصورت ہیکل کو جس پر اُن کو اِس قدر فخر تھا صرف اُس کی قدرت کا امتحان کرنے کے لئے گرادینگے۔ اِس سے تھوڑے عرصہ بعد اُس نے نقودیموس سے کہا "جس طرح موسیٰ نے بیابان میں سانپ کو بلندی پر رکھا اُسی طرح سے ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اُٹھایا جاوے۔" (یوحنا ۳-۱۴) جب فریسیوں نے اُس سے کوئی آسمانی نشان طلب کیا تو اُس نے کہا "یونس کے نشان کے سوا کوئی نشان اُنہیں دکھایا نہ جاویگا کیونکہ جیسے یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی

یوحنا ۷-۴۶

ابن آدم بھی تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔" (متی ۱۲-۳۹ و ۴۰)
یونس کے ساتھ تشبیہہ دینے سے یہہ مطلب ہی کہ ابن آدم مُردوں میں سے جی
اُٹھیگا اور بعد ازاں غیر قوموں میں ایک بڑے کام کو جاری کریگا۔ اب یوحنا کے ۶ باب
کو مطالعہ کرو۔ اُسکے شروع میں یہہ بیان ہی کہ یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی۔
ایک غیر آباد جگہہ میں یسوع نے کئی ہزار آدمیوں کو پانچ جو کی روٹیوں اور دو چھوٹی
مچھلیوں سے سیر کیا اور بچے ہوئے ٹکروں سے بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔ اِس سے
لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہی مسیح موعود ہی اور اُنہوں نے اُسی وقت اور اُسی جگہہ
اُس کو بادشاہ بنانا چاہا۔ اِس خیال سے کہ ایسا بادشاہ معجزہ سے اُن کی تمام دنیاوی
ضروریات کو پورا کردیگا اور اُن کو تمام بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ رکھیگا۔ اس سے
بڑھکر اور اُن کو کیا چاہئے۔ مگر وہ وہاں سے چلا گیا اور بعد ازاں کفرناحوم کے
ہیکل میں اُس نے اِس معجزہ کے روحانی مطلب سے اُن کو آگاہ کیا۔ کہ اِس
معجزہ سے اُس کی غرض یہہ تھی کہ لوگ اُس کو زندگی کی روٹی سمجھیں جو دُنیا کو
زندگی بخشنے کے لئے آسمان سے اُتری ہی۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "میں زندگی
کی روٹی ہوں جو آسمان سے اُتری۔ اگر کوئی آدمی اِس روٹی کو
کھائے وہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور روٹی جو میں دونگا وہ میرا
گوشت ہی جو میں جہان کی زندگی کے لئے دونگا۔" (یوحنا ۶-۵۱)
اِس آیت کے صاف یہہ معنی ہیں کہ مسیح آسمان سے اِس دُنیا میں اِس لئے

آیا کہ بنی آدم کو پھر وہ چیز عنایت کرے جس کو وہ بسبب آدم کے گناہ کے کھو چکے
تھے۔ اور اُن کو بجائے موت کے جو گناہ کے سبب اُنپر وارد ہوئے زندگی بخشے
اِس امر کے لئے یہہ ضروری ہی کہ وہ مرے تاکہ انسان کو یہہ زندگی اور یہہ نجات
حاصل ہو۔ خود فسح کی عید میں یہودیوں کے سامنے ایک ایسی مثال موجود تھی
جس میں جان کی قربانی جان بچانیکا ذریعہ ہوئی۔ برّہ کے خون سے جو بنی اسرائیل
نے مصر کی زمین میں اپنے گھروں کے دروازوں پر چھڑکا وہ ہلاک کرنے والے
فرشتہ کے ہاتھ سے محفوظ رہے اور نیز اُس برّہ کا گوشت بھی سب اہل خانہ نے
کھایا تھا۔ یہہ رسم جس کو بنی اسرائیل پندرہ سو سال تک برابر کرتے رہے خدا
کے برّہ کی بابت جو گنہگاروں کے لئے قربان ہونے کو تھا ایک صاف پیشینگوئی
تھی۔ اور نیز لوگوں پر اِس بات کی ضرورت کو ظاہر کرتی تھی کہ جو فوائد اِس
قربانی سے صادر ہوتے ہیں اُن کو حاصل کرنے کے لئے ایمان لانا ضرور ہی۔
مسیح نے اُن سب پر جو اُس کے خواہشمند تھے روشن کر دیا کہ گوشت کھانے سے
اُس کی مراد لفظی نہیں ہی کیونکہ اُس کے اِس قول سے کہ "میں اُس کو آخری دن کو
پھر اُٹھاونگا" صاف پایا جاتا ہی کہ وہ خود ہمیشہ زندہ رہیگا۔ "جو کوئی میرا گوشت
کھاتا ہی اور میرا لہو پیتا ہی ابدی زندگی پاتا ہی اور میں اُسکو آخری
دن اُٹھاؤنگا"۔ خود اُس کے شاگردوں میں سے بہتوں کو یہہ کلام سخت معلوم
ہوا اور مسیح نے اُنسے فرمایا کہ "پس اگر تم ابن آدم کو اوپر جاتے جہاں

خروج ۱۲ باب

جہاں وہ آگے تھا دیکھو گے تو کیا ہوگا۔ یہہ روح ہی جو جلاتی ہی" (یوحنا ۶
۶۲ و ۶۳) اِس کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ صرف اپنے مرنیکا ہی نہیں بلکہ جی اُٹھنے کا بھی
ذکر کرتا ہی۔ اُسی انجیل کے ساتویں باب کی ۳۷ آیت میں لکھا ہی کہ مسیح نے ہیکل میں آواز بلند
کہا "اگر کوئی آدمی پیاسا ہو تو میرے پاس آوے اور پیئے جو مجھپر ایمان لاتا ہی
اُسکے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہی جیتے پانیکی ندیاں جاری ہونگی۔ اُسنے یہہ روح
کی نسبت کہا جسے وے جو اُسپر ایمان لائے پانے پر تھے" کب؟
اُس کی موت اور قیامت کے بعد "کیونکہ روح قدس ابتک نہ اُترا تھا
اِسلئے کہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا" آیت ۳۹۔ وہ اِس جگہہ تمام
بنی آدم کی روحانی پیاس بجھانے کا ذمہ لیتا ہی اِس شرط پر کہ وہ اُسکے پاس
آویں۔ لیکن یہہ سب کچھہ اُسکی موت اور قیامت کے ذریعہ سے ہونا تھا۔ بھلا
ہم مسیح کے اِن عجیب کلمات کے اور کیا معنی لے سکتے ہیں "اگر کوئی شخص
میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک موت کو ہرگز نہیں دیکھیگا"
(یوحنا ۸۔ ۵۱) اگر مسیح قیامت اور زندگی نہ ہو تو وہ اِس آخری دشمن پر فتح
حاصل کرنیکا کس طرح وعدہ دے سکتا ہی؟ دسویں باب میں وہ صاف صاف
فرماتا ہی "اچھا گڈریا میں ہوں۔ اچھا گڈریا بھیڑوں کے لئے اپنی
جان دیتا ہی۔ میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں اور میری
اور بھی بھیڑیں ہیں جو اِس بھیڑخانہ کی نہیں ضرور ہی کہ میں اُنہیں

بھی لاؤں اور ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریہ ہوگا۔ میرا اختیار ہی کہ میں اپنی جان دوں اور میرا اختیار ہی کہ اُسے پھر لوں"۔ باب ۱۲۔ آیت ۲۴ میں اس فقرہ کو دیکھو" گیہوں کا دانہ اگر زمین میں گر کے مر نہ جاوے تو اکیلا رہتا ہی پر اگر وہ مر جے تو بہت سا پھل لاتا ہی"۔ شاگردوں سے اُس کا یہہ وعدہ تھا" وہ تسلی دینیوالا (یعنی روح قدس) میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا"۔ (یوحنا ۱۵-۱۶) جس سے یہہ مطلب نکلتا ہی کہ وہ باپ کے پاس آسمان پر چڑھ جاویگا۔ گول مول الفاظ میں نہیں بلکہ صاف الفاظ میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ یروسلم کو جاتا ہی تاکہ یہودیوں سے رد کیا جاوے اور صلیب پر کھینچا جاکر تیسرے دن جی اُٹھے (متی ۱۶-۲۱ و ۲۰-۱۸-۱۹) مسیح کئی دفعہ دوبارہ آسمان سے جلال کے ساتھہ اپنے آنے کا ذکر کرتا ہی جس سے پایا جاتا ہی کہ وہ پہلے وہاں چڑھیگا بھی۔ انگورستان اور کاشتکاروں کی تمثیل (متی ۲۱ باب) میں بیٹے کی نسبت لکھا ہی کہ وہ مارا گیا۔ مگر کیا اُس تمثیل میں بھی کوئی فقرہ ہی جس سے یہہ معلوم ہو کہ وہ پھر جی اُٹھا؟ ہاں لکھا ہی کہ" پتھر جسکو معماروں نے رد کیا کونیکا سرا ہوا جو کوئی اس پتھر پر گریگا ٹوٹ جاویگا مگر جس کسی پر وہ گریگا اُسکو چور کر دیگا"۔ (۴۴-آیت) شادی کی دعوت کی تمثیل (متی ۲۲ باب) اور دیگر تمثیلات سے بھی صاف صاف پایا

جاتا ہی کہ مسیح پہلے ہی سے جانتا تھا کہ یہودیوں اور غیر قوموں کے درمیان سے تفرقہ کی دیوار اُٹھہ جاویگی اور انجیل کی منادی تمام قوموں میں کیجاویگی۔ مگر یہہ بات تحقیق ہی کہ اُس نے خود اِس معاملہ میں کچھہ بھی نہیں کیا۔ سوائے اِس کے کہ دُنیا کے گناہوں کے لیئے مرکر نجات کی ایک ایسی تدبیر ہم پہنچائی جس سے یہودی شریعت کا انتظام بیفائدہ ہوگیا۔ اُس پہاڑی پر جہاں مسیح کی صورت تبدیل ہو گئی (متی ۱۷ باب وغیرہ) موسیٰ اور ایلیاہ مسیح سے گفتگو کرتے تھے۔ مگر یہہ گفتگو کس بارے میں تھی؟ وہ یروسلم میں اُسکے مارے جانیکا ذکر کرتے تھے۔ ہمارے خیال میں اب اِس بارہ میں اور ثبوت پیش کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں کیونکہ جو کچھہ ہم اوپر لکھہ چکے ہیں اُس سے بخوبی ثابت ہو گیا ہی کہ مسیح نے اپنے تمام زمانہ منسٹری میں صرف اپنی موت کا ہی اِس طور سے ذکر نہیں کیا کہ وہ بنی آدم کی نجات کی تکمیل کا ذریعہ ہو گی بلکہ اپنی قیامت اور آسمان پر چڑھہ جانیکا ذکر بھی ایسے الفاظ میں کیا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر ایسا نہ ہوا تو اُس کی زندگی کا سارا کام کالعدم ہو جاویگا +

فصل ہشتم

اب ہم اپنے ساتویں دعویٰ پر بحث کرتے ہیں جو اِس طور پر ہی

یہہ ایک امر واقعی ہی کہ جب مسیح مر گیا تو اُس کے ذاتی ارشاد اور قدرت کا

اُس کے ساتھ ہی خاتمہ ہوگیا اور وہ لوگ بھی جو اُس کے زمانہ منسٹری میں ہردم اُس کے ساتھ رہتے تھے لوگوں میں مسیحی مذہب پھیلانے کے بالکل ناقابل بلکہ اُس سے بالکل مایوس بھی ہوگئے تھے۔

اِس دعوے کا ثبوت اِس سے پہلے دعوے پنجم کے ضمن میں آچکا ہی لیکن اِس غرض سے کہ اِس مقدمہ کے واقعات زیادہ تر ہمارے ذہن نشین ہوجائیں ہم اپنے ذہن میں جلیل کے ایک گھر کا تصور باندھتے ہیں جہاں خداوند مسیح اکثر ٹھہرا کرتا تھا۔ اور جہاں اُس کی بہت ہی عزت اور توقیر ہوتی تھی۔ ہمارے سامنے قانائے جلیل میں کے ایک گھر کا نقشہ درپیش ہی۔ یہہ وہی گھر ہی جہاں پر خداوند یسوع ایک شادی کے جلسہ میں موجود تھا اور جہاں اُس نے اپنا پہلا معجزہ دکھلایا۔ باپ ماں اور بیٹی عید فسح کے موقعہ پر یروسلم کو نہیں جاسکے مگر دولوں بیٹے گئے ہوئے ہیں اور یہہ بیٹھے راہ دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں باپ کہتا ہی۔ آج مجھے ایک شخص ملا جو کہتا تھا کہ اگر یسوع ناصری اس دفعہ عید کے موقعہ پر یروسلم میں آویگا تو وہ ضرور گرفتار ہوکر مارا جاویگا۔ حکام نے اُسکی گرفتاری کے لئے انعام مقرر کردیا ہی اور یہہ حکم جاری کردیا ہی کہ جس کسی کو اُس کی جائے رہائش کا پتہ معلوم ہو فوراً اطلاع دے تاکہ اُس کو گرفتار کیا جاوے کیونکہ حکام اُس کا اِس طرح کھلے بندوں پھرنا گوارا نہیں کرسکتے۔ مجھ کو تو یہہ بات سُنکر ہنسی آئی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند یسوع کے خلاف اُن کی ساری

سازشیں محض لاحاصل ہیں۔ مجھ کو وہ دن بخوبی یاد ہی جب اہل ناصرت نے
اُسکو پہاڑی پر سے گرا دینے کا ارادہ کیا مگر وہ چپ چاپ بآسانی اُن کے ہاتھوں
میں سے نکل گیا۔ ابھی پچھلے ہفتہ کا ذکر ہی کہ اُس نے لعاذر کو زندہ کیا اور یہہ
بالکل خلاف قیاس بات معلوم ہوتی ہی کہ لوگ اُس کو گرفتار کرنیکا خیال تک
بھی دل میں لاویں"۔ اِتنے میں اُس کے دونوں بیٹوں میں سے ایک بیٹا یروسلم
سے واپس آ کر کہتا ہی"۔ میں بڑی عجیب خبر لایا ہوں یسوع ناصری کو جسے تم
مسیح کہتے ہو حکام نے گرفتار کر لیا اور صدر مجلس میں اُس کی تحقیقات ہو کر اُسپر
قتل کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور رومی حاکم نے بھی اُس کے صلیب دیئے جانے کا
حکم دیدیا اور وہ فی الواقع دو چوروں کے درمیان صلیب پر بھی کھینچ دیا گیا"۔ مگر
حاضرین اُس کی یہہ بات سُنکر کہتے ہیں۔ "یہہ بالکل ناممکن ہی۔ وہ جو عناصر اور
بد ارواح اور موت پر قادر تھا کیسے ہو سکتا ہی کہ یہودی اور کاہن اُس کو پکڑ لیں اور
رومی سپاہی اُس کو صلیب پر چڑھاویں"۔ بیٹا کہتا ہی "خیر یہہ تو میں نہیں جانتا
کہ یہہ کیسے ہو سکتا ہی۔ مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ مار ڈالا گیا۔ اور مینے خود اُس
کو صلیب پر لٹکتے دیکھا۔ تم کو یاد ہوگا کہ فقیہہ اور عالمان دین ہم کو ہمیشہ یہی کہتے
رہے کہ یہہ یسوع ناصری حقیقی مسیح نہیں ہی اور اُس پر ایمان لانا سخت غلطی
ہی۔ مجھے بھی ہمیشہ یہی گمان تھا کہ کبھی نہ کبھی اُس کی یہہ قدرت جاتی رہیگی"۔
لڑکی کہتی ہی۔ "میں تو اِس بات کو کبھی نہیں مانوں گی کہ ہمارا پیارا یسوع جس کو میں

دس سال سے جانتی ہوں دھوکا باز تھا۔ جب اُس نے روٹیوں کا معجزہ دکھلایا تو اُس نے کہا تھا "میں آسمانی روٹی ہوں جو جہان کو زندگی بخشنے کے لئے آسمان سے اُتری" اور میں کامل یقین رکھتی ہوں کہ اُس کے مُنہہ میں چھل نہیں تھا اور وہ کبھی ایسی قدرت کا دعوی نہ کرتا اگر وہ فی الحقیقت اُسکو حاصل نہ ہوتی"۔ بھائی کہتا ہے "تم جو چاہو مانو مگر وہ لوگ جو نوشتوں سے واقف ہیں اور جن کو خدا نے ہمارا مذہبی رہنما مقرر کیا ہے وہ تو برابر یہی کہتے رہے ہیں کہ اُس کا دعوی غلط ہے"۔ ماں بول اُٹھی۔ "مگر بیٹا یہہ تو بتاؤ تمہارا بھائی کہاں ہے وہ تمہاری نسبت ہمیشہ یسوع کو زیادہ پیار کیا کرتا تھا"۔ بیٹا۔ "وہ تو سخت رنج و غم میں مبتلا ہو رہا تھا اِسی لئے میں اُس کو پیچھے چھوڑ آیا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اور کچھہ دیر تک وہاں ٹھہرے"۔ اِتنے میں ہیکل کا سردار آتا ہے اور کہتا ہے "میں نے سُنا ہے کہ تم یروشلم سے یسوع ناصری کی بابت کچھہ عجیب خبر لائے ہو۔ سناؤ تو کیا خبر ہے"۔ خبر اُسکو سنائی جاتی ہے اور وہ سُنتے ہی بول اُٹھتا ہے "کیوں میں تمہیں نہ کہتا تھا کہ یسوع پر اعتبار کرنا سراسر بیوقوفی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ سب فقیہہ اور کاہن اُسکے دعوے کو رد کرتے تھے اور صاف بتلاتے تھے کہ یہہ بڑے بڑے کام جو اُس سے ظاہر ہوتے ہیں بدروحوں کی مدد سے ہیں۔ سو آخرکار اُس کی تمام قلعی کُھل گئی"۔ اب باپ بول اُٹھتا ہے "میں نے اُسکو اکثر منادی کرتے سنا ہے اور اُس سے کئی دفعہ بات چیت بھی کی ہے اور اُس کے رویہ اور چال چلن کو بھی غور سے دیکھا ہے۔ میں

تو اِس بات کو مان نہیں سکتا کہ وہ دغاباز تھا"۔ سردار کہتا ہی" تو کیوں خدا نے
اُسکو اُس کے دشمنوں کے ہاتھہ میں چھوڑ دیا اور کیوں اُنہیں اُسکو قتل کرنے دیا۔
اُس کی سب میٹھی میٹھی باتوں کو کیا کریں جب کہ خود اُس کا اپنا یہہ حال ہوا۔ اگر
خدا سردارکاہنوں کیطرف نہ ہوتا تو اُن کو کبھی یہہ طاقت نہ ہوتی کہ اُسکو پکڑکر
اِسطرح ذلت و خواری سے قتل کردیں"۔ اِسی اثنا میں بہت سے ہمسائے کے
لوگ آجمع ہوتے ہیں جن میں سے بعض کو جنہیں یہہ امید تھی کہ یسوع اپنے
آپ کو لوگوں کے سامنے مسیح ثابت کردکھائیگا یہہ خبر سُنکر سخت صدمہ پہنچا۔
لیکن وہ حیران بیٹھے ہیں۔ واقعات ایسے ہیں کہ اُن پر کسی قسم کی حجت کرنا
ناممکن ہی۔ اتنے میں دوسرا بھائی آپہنچتا ہی۔ اور وہ بھی اُس افسوسناک
خبر کی تائید کرتا ہی۔ "ہاں پیارے باپ یسوع فی الواقع مارا گیا۔ کاش کہ میں
اِس دن کو نہ دیکھتا اور پہلے ہی مرگیا ہوتا۔ میں نے اُس کو دفن ہوتے دیکھا
اور اُس کی قبر پر بھی مہر کردی گئی میں سبت کے دوسرے روز دن نکلتے ہی
یروسلم سے چل پڑا۔ تمام رسول اور مریم اور سب شاگرد نہایت گھبراہٹ اور
خوف میں تھے کہ کہیں یہودی اُن کو بھی گرفتار نہ کرلیں۔ وہ میخیں جو اُس
ناصری کے ہاتھوں اور پاؤں میں ٹھوکی گئیں فی الحقیقت اُس کے سارے
ایمانداروں کے دل سے پار ہوگئی ہیں اور اُن کا ایمان اب بالکل کمزور ہورہا
ہی۔ ہائے میری زندگی کا تو سارا لطف اُس کے ساتھہ ہی جاتا رہا"۔ ایک ہمسایہ

اُس سے کہتا ہی - ہاں بھائی - یہہ ایک طبعی امر ہی کہ تم کو اِس سے اسقدر رنج ہو کیونکہ جب اور لوگ کہتے تھے کہ وہ درحقیقت بنی اسرائیل کو چھڑانیوالا نہیں ہی - تو تم اکثر یسوع کی حمایت کیا کرتے تھے - میں نے سُنا ہی کہ جس روز وہ یروسلم میں داخل ہوا تو لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے جمع ہو کر اُسکو اسرائیل کا نجات دہندہ مشہور کیا - مگر اب تو اُن کی ساری امیدیں ٹوٹ گئیں ہونگی - کیونکہ بجائے اس کے کہ وہ تمام حکومت اور اختیارات اپنے ہاتھہ میں لے اُس نے اُلٹا اپنے آپ کو چپ چاپ اُن کے ہاتھوں میں حوالہ کر دیا - دو سال ہوئے جب لوگوں نے اُسکو بادشاہ بنانا چاہا - تو وہ اُن کے پاس سے چلا گیا - اُسکی وجہہ اب صاف معلوم ہو گئی - وہ یہہ بات بخوبی جانتا تھا کہ وہ جو صرف ایک ناصرت کے بڑھئی کا بیٹا ہی ملک کے انتظام حکومت کے بالکل ناقابل ہی - وہ آدمی جو اپنے تئیں اپنے دشمنوں کے ہاتھہ سے نہیں چھڑا سکتا بھلا وہ اوروں کو کیا بچاویگا؟ اب گھر بھر میں کوئی ایسا نہیں جو اِس تقریر کی صحت سے انکار کر سکے - اِس طور سے جب ہم اُس کی موت کے نتایج پر غور کرتے ہیں تو ہم کو صاف معلوم ہوتا ہی کہ جب مسیح مصلوب ہوا تو اُس کا کلام اور سارا کام بھی اُس کے ساتھہ ہی مصلوب ہو گیا - اُس مصلوب کے کام کو لیکر کوئی شخص کیا کام نکال سکتا تھا جب کہ یہہ واقع لوگوں کی نظروں کے سامنے تھا کہ وہ سرکاری حکم سے قتل کیا گیا +

فصل نہم

ہمارا آٹھواں دعویٰ یہہ ہے کہ

مسیح کی قیامت رسولوں اور دیگر شاگردوں کے نزدیک موت سے زندہ ہونا تھا۔ اور یہہ زندگی ایسے کامل اور اعلیٰ اور نہایت طاقتور صورت میں تھی جس کا اُن کو کبھی خیال بھی نہیں گذرا تھا۔

وہ مسیح کی زندگی کو دیکھہ چکے تھے۔ جب وہ یسوع کے ساتھہ جابجا پھرتے تھے تو اُن کو ہر گھڑی اُس کی قدرت عظیم کا ظہور دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا۔ جہاں کہیں وہ جاتا تھا اُس کے قدوم کی برکت سے لوگوں پر ایسی ایسی برکات عظمیٰ کا مینہہ برستا تھا جیسا کبھی پہلے سُننے میں نہیں آیا۔ وہ اُن لوگوں کی زبان سے جن کے فرزند یا والدین جورو یا خاوند بہن یا بھائی اُس کے دست شفا بخش سے صحت یاب ہوئے شکر گذاری کے کلمات سُنتے تھے۔ وہ اُس شخص کے جس کی مانند کبھی کسی شخص نے کلام نہیں کیا۔ ہردم رفیق و آشنا رہے تھے اور اُس کی عجیب حکمت اور بے مثل محبت میں

نوٹ۔ اِس فصل کے عمدہ طور پر سمجھنے کے لئے پہلے ہر چہار اناجیل کے آخری بابوں کا جن میں خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کا حال مندرج ہے غور سے مطالعہ کرنا چاہئے۔

اپنے آسمانی باپ کا جلال دیکھ چکے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اُس کے حکم سے خود
بھی بیماروں کو شفا بخشنے کے معجزہ کرتے اور دیووں اور شیطانوں کو اپنے زیر فرمان
دیکھ چکے تھے۔ کیا یہہ سب اُن مچھووں کے لئے ایک نہایت عجیب و غریب اور
اعلیٰ درجہ کی زندگی نہیں تھی؟ مگر اُن کے ذہن میں اِس سے بھی بڑھکر ایک بات
سمائی ہوئی تھی۔ وہ مسیح کی بادشاہت کا جو اب قائم ہونیوالی تھی خیال رکھتے تھے
اور اِس لئے وہ نہایت آرزو کے ساتھ اُسکے آنیکا انتظار کھینچتے تھے۔ مگر مسیح کی قیامت
نے اُن کو ایک ایسی زندگی کا نمونہ دکھلا دیا جس سے اُن کو یہہ سارے خیال فراموش
ہو گئے اور اِس واقع کو دیکھکر اُن کی ساری امیدیں کسی اور طرف لگ گئیں۔ ہم اِس بات
کو ذرا وضاحت سے بیان کئے دیتے ہیں۔ اگر مسیح کی قیامت صرف اُس کا دوبارہ
زندہ ہونا ہوتا۔ اگر فقط مردوں میں سے جی کر جسمانی طور پر اپنے شاگردوں کے
ساتھہ رہنا ہوتا۔ تو اُس میں کچھہ بھی وہ جلال اور بزرگی نہ ہوتی جو اُس کو حاصل
ہی۔ اِس حالت میں مسیح پہلے کی طرح اُن قوانین نیچر کے جو اجسام پر حاوی ہیں
تابع ہوتا اور وہ ایک وقت میں صرف ایک ہی شخص کے ساتھہ موجود ہو سکتا
بلکہ اُس سے بھی مادی جسم کی روک کے سبب جس سے ایک آدمی دوسرے
سے علیحدہ یعنی جدا ہوتا۔ مسیح وہ کام جو اُس کے آسمانی باپ نے اُس کے سپرد
کیا تھا بیرونی دُنیا میں پورا کر چکا تھا اور اب اُس الٰہی قدرت کی حاجت تھی
جو انسان کے باطن میں کام کرے۔ راستہ تیار ہو چکا تھا اور صرف اُس طاقت

کی ضرورت تھی جس سے اُس راستہ پر چل سکیں۔ مسیح کی قیامت اُس راستہ کا پہلا زینہ ہی جو موت سے خدا کے تخت تک لیجاتا ہی۔ اور جہاں سے وہ فانی گناہگاروں کو وہ تمام برکات جو اُس نے اپنی موت سے خریدی ہیں عطا کرتا ہی۔ مسیح کی قیامت کے ہمارے نزدیک یہی معنی ہیں کہ اُس کے ذریعہ سے خدا اُسکی زندگی اُس کی تعلیم اور اُسکی موت کے صلح ومیل کا وسیلے ہونے پر گواہی دیتا ہی اور گویا اس امر کا اعلان کرتا ہی کہ اب آسمان کی بادشاہت کا دروازہ تمام ایمانداروں پر کھلا ہی کیونکہ اب خدا کی روح اور انسان میں رفاقت ہو سکتی ہی۔

یہودیوں کے سبت کے دوسرے دن کی صبح ہی۔ چاند مغرب میں ڈوب رہا ہی اور سورج کی شعاعیں مشرق میں آہستہ آہستہ چمکنے لگی ہیں۔ رسول بہت سویرے جاگے ہیں۔ اور اب وقت ہی کہ وہ جلیل کو واپس پھریں۔ اور وہ اس سے پہلے کبھی کے روانہ ہو گئے ہوتے مگر صرف ایک بات ہی جو اُن کو روکے ہوئے ہی۔ کیونکہ مسیح قبر میں پڑا ہی اور اُن کا دل اجازت نہیں دیتا کہ وہ اُس جگہ کو چھوڑ کر جاویں۔ اگرچہ اُسوقت اُن کو اپنے آقا کے قاتلوں کے ہاتھ سے بہت کچھ ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہی۔ اگر اُن کی بے اعتقادی اُن کو مسیح کے اُن کلمات کو جو اُس نے اپنی موت اور قیامت کے بارہ میں کہی تھی یاد کرنیکی اجازت دیتی تو وہ کبھی کے یروسلم سے چلے گئے ہوتے کیونکہ اُس نے جلیل ہیں اُن سے ملنا ٹھیرایا

تھا۔ مگر اُن کی بے ایمانی نے اُن کے مالک کے انتظام کو درہم کر دیا۔

خیر اب آگے سنو کہ کیا ہوتا ہے۔ صبح کے وقت ایک بھونچال آیا جس سے وہ مُہر جو قبر کے دروازہ پر تھی ٹوٹ گئی اور خدا کا فرشتہ اُسیوقت ظاہر ہوا اور پتھر کو قبر پر سے سرکا کر اُس کے اوپر ہو بیٹھا۔ اگرچہ وہ فقط مسیح کا ایک خادم ہے مگر اُس کا چہرہ نہایت نورانی ہے اور اُس کی پوشاک بھی اُسی نور سے چمک رہی ہے۔ محافظ اس بات کو دیکھکر ڈر گئے اور جو نہیں اُن کے کچھ اوسان بجا ہوئے شہر کو بھاگ گئے۔ جلیل کی عورتیں صبح کے تڑکے قبر پر آ پہنچی اور یہہ حال دیکھکر مریم مگدلینی پطرس کو خبر دینے کے لئے دوڑی کہ یسوع کی لاش قبر میں نہیں۔ اُس نے فرشتہ کو نہیں دیکھا لیکن دوسری عورتیں جو اُس کے ہمراہ تھیں قبر میں داخل ہوئیں اور اُن کو ایک فرشتہ نظر آیا۔ جس نے اُن کو بتایا کہ پیشین گوئی کے مطابق مسیح جی اُٹھا ہے جب مریم نہایت گھبرائی ہوئی چلی آتی تھی تو مسیح خود اُس کو راستہ میں ملا اور اُس کے ہاتھ بھائیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ جلیل کو جاویں۔ مگر اُن کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ بلکہ اُنہوں نے اس خبر کو ہی تسلیم نہ کیا کہ مسیح مردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ اور اگرچہ اُن کو ہرگز یہہ گمان نہ تھا کہ عورتوں نے اُن سے جھوٹ بولا ہے مگر اُنہوں نے سمجھا کہ شاید اُنہوں نے دھوکا کھایا ہے۔ بے ایمانی کا ہمیشہ یہی قاعدہ ہے کہ اُن لوگوں کی شہادت کو جن کے با اعتبار ہونے پر کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا یہہ کہکر ٹال دیا کرتی ہے کہ اُنہوں نے دھوکا کھایا۔ اور

جیسا آپ زمانہ کے بے اعتقاد لوگ اِس گواہی کی نسبت خیال کرتے ہیں اُسوقت
رسولوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اُنہوں نے بھی گمان کیا کہ اُن کی [illegible] اور
امید نے اُن کو دھوکا دیا ہے۔ بھلا یہہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خداوند اُن عورتوں پر
ظاہر ہو اور ہم پر جو اُس کے رسول ہیں ظاہر نہ ہو۔ بلاشبہ اُن کی قوت واہمہ نے
اُن کو دھوکا دیا ہے۔ تاہم پطرس اور یوحنا اِس امر کی تحقیقات کے لئے کہ آیا
لاش فی الحقیقت جاتی رہی ہے قبر تک گئے۔ اور اُن کو سخت حیرت ہوئی جب
اُنہوں نے اُس کو وہاں نہ پایا۔ بلکہ کفن کو برابر باقاعدہ طور سے پڑے پایا جس
سے معلوم ہوتا تھا کہ لاش کو اُٹھا لیجانے میں بے پروائی یا جلدی کو کام میں
نہیں لایا گیا۔ یہہ دیکھکر اُن کے دل میں اِس قسم کے خیال گذرے ہونگے۔
کہ یہہ بات تو واقعی بڑی عجیب اور حیرت ناک ہے۔ مگر ہم اِس سے پچھلے ایک
دو دنوں میں ایسی باتیں دیکھ چکے ہیں جن کو ہم امکان سے خارج سمجھتے تھے۔
ہم نے ایک نہایت صاحب قدرت انسان کو ایک حقیر مجرم کی طرح صلیب پر
کھنیچے جاتے دیکھا ہے۔ لیکن جب کہ یسوع مر ہی چکا ہے تو اب ہم کو اِس سے کیا
فائدہ ہے کہ اُس کی لاش کیا ہوئی۔ اگرچہ ہمارا دل چاہتا تھا کہ اگر وہ یہاں ہوتی
تو ہم اُس کو مناسب طور سے دفن کر دیتے لیکن اب چونکہ یہاں نہیں اِس
لئے سوائے افسوس کے اور کچھ چارہ نہیں۔ اِس کے بعد خداوند یسوع
مریم کو قبر کے قریب نظر آیا۔ پہلے تو اُس نے اُسکو نہ پہچانا کیونکہ پیشین گوئی سے

ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کی صورت ایسی بگاڑی گئی تھی کہ اور کسی آدمی کے ساتھ ایسا شاید ہی ہوا ہوگا۔ اُس کی ڈاڑھی نہایت بیرحمی سے نوچی گئی تھی اُس پر کوڑوں کی مار پڑی تھی اور وہ اسقدر کمزور ہوگیا تھا کہ اُس کی صلیب اُٹھانے کے لئے ایک دوسرے شخص کو بیگار پکڑنے کی ضرورت پڑی۔ وہ دنیا میں پھر اُسی حالت میں واپس نہیں آیا جس میں اُس نے اُس کو چھوڑا تھا کیونکہ اس صورت میں وہ بےعزتی اور موت کی تمام علامات اور نشانات کو اپنے ساتھ واپس لاتا۔ ہرگز نہیں اُس کی قیامت کامل جسمانی صورت میں واقع ہوئی۔ لاغرپن اور تکان زردروئی رنج اور غم ہمیشہ کے لئے اُسی قبر میں دفن ہوگئے جہاں وہ تین دن مدفون رہا تھا۔ "وہ قیامت اور زندگی ہے" اور اُس کے شاگردوں نے اُس کی ذات میں دیکھ لیا کہ وہ موعودہ قیامت کیسی ہوگی۔ اُس کی ظاہری صورت میں بالضرور نہایت تبدیلی ہوگئی تھی۔ جس سے خود اُس کے اپنوں نے ہی اُسے نہ پہچانا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ بیٹا سالہا سال کے بعد اپنی زادبوم کو واپس آیا ہے۔ اور ماں بھی اُس ریش دار قدآور جوان میں اپنے خوبصورت بےریش لڑکے کو جو سالہا سال ہوئے اُس سے جدا ہوا نہیں پہچان سکی۔ مگر اُس کی شناخت میں کچھ بڑی دقت پیش نہیں آتی۔ اور جب ایک دفعہ وہ پہچانا جاتا ہے تو پھر ماں کے دل میں شک کا گمان تک بھی نہیں گذرتا۔ یسوع بعدازاں پطرس پر بھی ظاہر ہوا (جیسا کہ پولوس نے اپنے

قرنتیوں کے نام کے پہلے خط (۱۵ باب) میں ذکر کیا ہے گو اناجیل میں یہہ بات نہیں پائی جاتی)۔ اگر اُسکو کسی اور شخص کی شہادت سے یہہ بات معلوم ہوتی کہ مسیح مردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو یہہ ممکن ہے کہ اُس گناہ کا خیال کہ اُس نے اپنے خداوند کا ایسے کمینہ طور پر انکار کیا اُس کے دل پر غلبہ پا جاتا اور وہ خداوند کے سامنے آنے سے شرماتا بلکہ یہہ چاہتا کہ کہیں جا کر اپنے آپ کو چھپا دے یا شاید ایسا ہوتا کہ وہ یہوداہ کی طرح مارے شرم کے اپنے کو مار ڈالتا۔ اسلئے خداوند نے فی الفور اُس سے ملاقات کی۔ اور اُسی وقت اُس کو یہہ بھی جتایا کہ اُس کا گناہ ایسا بھاری نہیں کہ دائرہ عفو سے باہر ہو بلاشبہ اس ملاقات کا اثر خاص پطرس کے حق میں بہت بڑا ہوا مگر یہہ کچھہ ضروری نہیں تھا کہ اُس دن کے واقعات کے مختصر تذکرہ میں انجیل نویس اس واقعہ کا بیان کرنا بھی ضروری خیال کرتے۔ اب آخرکار رسولی جماعت کی بے اعتقادی کچھہ کچھہ دور ہونے لگی۔ مگر یہہ خیال ہو سکتا ہے کہ جس طرح پطرس اور دیگر رسولوں نے عورتوں کی گواہی کو رد کر دیا تھا اُسی طرح باقی دس پطرس کی شہادت کو تسلیم نہ کرتے اور یہہ کہتے کہ یہہ انہونی بات ہے اگر اُس میں قدرت تھی تو وہ صلیب پر سے کیوں نہ اُتر آیا۔ ایسی قدرت سے کیا فائدہ جو بعد ازاں ظاہر ہوئی جب کہ سب کچھہ برباد ہو گیا اور دشمن نے اُسپر کامل فتحیابی حاصل کر لی۔ اپنی موت سے اُس نے اپنے سارے مقاصد کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔ فرض کرد

کہ اب وہ زندہ ہو کر آ بھی جاوے تو وہ پہلے کی نسبت بڑھکر کیا کر سکیگا مگر اُس طاقت وقدرت پر تو دشمن پہلے ہی سے فتح پا چکے ہیں۔ اب تو وہ وقت جب کہ وہ سب لوگوں سے اپنا دعویٰ منوا سکتا ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اُسوقت اِسی قسم کے خیال رسولوں کے دلوں میں پیدا ہو رہے تھے۔ الغرض مسیح کے ایمان کا تعلق زندہ مسیح کے ساتھ تھا اور جب مسیح مرگیا تو یہہ ایمان بھی اُسی کے ساتھ گاڑا گیا۔ لیکن ایمان کا کوئی ذرہ پطرس کے دل کے کسی کونے میں ابھی چھپا ہوا پڑا تھا جیسا کہ خداوند نے اُس کے لئے دعا کی تھی۔ لیکن رسولوں کی باقی جماعت کے دل میں کچھ ایسی بے ایمانی سمائی ہوئی تھی کہ اس زمانہ کے کسی بے اعتقاد شخص کے دل میں بھی اِسقدر نہیں ہوگی۔ اِسکے بعد مسیح دو اور شاگردوں پر ظاہر ہوا جو شاید یروسلم سے روانہ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جارہے تھے۔ پہلے تو اُن کی آنکھ پر کچھ ایسا پردا چھایا کہ اُنہوں نے اُسکو نہ پہچانا کیونکہ خداوند کی یہہ خواہش تھی کہ وہ پہلے خدا کی کلام کی اس گواہی پر ایمان لاویں کہ خداوند یسوع کی موت اسلئے ضروری تھی کہ وہ بعد ازاں جلال پاوے۔ مگر اِسکے بعد روٹی توڑنے میں اُنہوں نے بھی خداوند کو پہچان لیا اور یروسلم میں جاکر اور شاگردوں کے سامنے اس امر کی گواہی دی کہ اُنہوں نے بھی خداوند کو زندہ دیکھا ہے (لوقا ۲۴-۱۳)+

لوقا ۲۲-۳۲

فصل دہم

جو کچھ ہمیں آٹھویں دعوے کی تائید میں کہنا ہی ہم ابھی اُس کو تمام نہیں کر چکے اور ہم باقیماندہ ثبوت ذیل میں پیش کرتے ہیں +

ہفتہ کے پہلے روز شام کے وقت دس رسول ماسوائے توما کے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ ابھی تک یروسلم میں تھے اور شاید اُسوقت بھی اُسی مکان میں بیٹھے تھے جہاں اِس سے تین دن پہلے ہمارے خداوند نے آخری فسح کھائی تھی۔ یہودیوں کے خوف سے دروازے بند کئے ہوئے تھے کیونکہ رسولوں کو اندیشہ تھا کہ کہیں حکام شہر اُن کی گرفتاری کی بھی کوشش نہ کریں شمعون پطرس دوسرے رسولوں کو یقین دلانیکی کوشش کر رہا ہی کہ یسوع فی الحقیقت مُردوں میں سے جی اُٹھا ہی اور کہتا ہی کہ اُس نے اپنی آنکھوں سے اُسکو دیکھا ہی مگر یعقوب اُس کو کہتا ہی پطرس۔ تمہاری اِن ساری باتوں سے ہمیں تو یہہ گمان گذرتا ہی کہ تم نے اِس معاملہ میں فریب کھایا ہی یا تمہارے حواس نے تم کو دھوکا دیا ہی کیونکہ جب سے تم نے عورتوں سے مسیح کے جی اُٹھنے کی خبر سُنی تم مارے غم کے جس میں تم جمعرات کے روز سے گرفتار ہو اُس کو اِدھر اُدھر ڈھونڈھتے پھرے اور تمہارے دل میں بڑی خواہش تھی کہ کسی طرح تم بھی اُس کو دیکھو۔ اور اِس خیال نے بعض اور واقعات کے ساتھ ملکر تمہارے دل میں یہہ یقین پیدا

کردیا کہ تم نے اُس کو فی الواقعہ دیکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مارے غم کے تمہاری حواس بجا نہیں رہی"۔ اس پر پطرس کہتا ہے "مگر کیا میں اپنے آقا اپنے خداوند کو جس کے ہمراہ میں تین سال سے زیادہ عرصہ تک رہا ہوں نہیں پہچانتا؟ کیا یہہ ممکن ہے کہ میرے حواس اس بارہ میں مجھے دھوکا دیں؟ میں نے اُس کو دیکھا ہے۔ اُس سے باتیں کی ہیں بلکہ خود اُس نے مجھے چھوا ہے"فیلپس جواب دیتا ہے "تو یہہ اُسکی روح ہوگی"۔ پطرس کہتا ہے "کیا تم کو وہ رات یاد نہیں جب ہم دریائے جلیل میں کشتی پر سوار تھے اور یسوع پانی پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آیا اُس وقت ہم سب نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ یہہ روح ہے لیکن اصل میں خداوند یسوع بذاتِ خود تھا۔ آج تو میں نے اندھیرے میں نہیں بلکہ عین دن کی روشنی میں اُس کو دیکھا ہے"۔ اُس وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جب اُن میں سے ایک نے بڑی احتیاط سے جاکر دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ دو شاگرد ابھی اماؤس سے آئے ہیں۔ کلیوفاس اندر داخل ہوتے ہی کہتا ہے "ہم بڑی خوشخبری لائے ہیں۔ آج جب ہم اماؤس کو جا رہے تھے تو خداوند یسوع اگر ہمارے ہمراہ ہو لیا پہلے تو ہم نے اُس کو نہ جانا۔ کیونکہ خدا نے اِس امر کو ہم سے پوشیدہ رکھا تا کہ ہم پہلے اُس کی زبانی اُن پیشین گوئیوں کو جو مسیح کی نسبت نوشتوں میں ہیں معلوم کریں۔ اور اُس نے ہم کو نوشتوں میں سے بہت سے مقام یاد دلائے جن میں صاف صاف یہہ لکھا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح دکھ

متی ۱۴: ۲۶

لوقا ۲۴: ۳۵-۱۳

اُٹھاوے اور ہمارے گناہوں کے لئے مارا جاوے اور پھر جی اُٹھے۔ اماؤس پہنچکر
ہم نے اُس کو کھانے کے لئے بلایا اور جب ہم کھا رہے تھے تو دفعتاً ہماری آنکھیں
کھل گئیں اور ہم نے صاف طور پر یسوع کو اپنے سامنے دیکھا جیسے ہم پہلے دیکھا
کرتے تھے۔ اور تب وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا اب ہمارے دل خوشی سے
بھر گئے کیونکہ اب ہم نے اُس کی صلیب کے سارے معاملہ کو سمجھ لیا کہ مسیح نے اپنی
جان دی تاکہ نوشتوں کی مطابق اپنے لوگوں کو موت سے بچاوے" یہہ سنکر رسول حیران
ہوکر ایک دوسرے کا منہہ تکنے لگے۔ پطرس کہتا ہی "کیا تم کو اِس امر میں اب بھی
کچھ شبہ ہی"؟ اندریاس کہتا ہی "مگر پیارے بھائی کیا تم نہیں دیکھتے کہ اِن بھائیوں
کے بیان میں بہت سی باتیں نا تسلی بخش ہیں؟ کیا یہہ بات عجیب نہیں معلوم
ہوتی کہ وہ یسوع کو دیکھتے ہی نہ پہچان سکے؟ کس طرح ہو سکتا ہی کہ وہ اُس کے
ہمراہ آدھہ گھنٹہ تک رہیں اور اُس کو نہ جانیں"؟ یوحنا کہتا ہی "مگر یہہ کیسی ممکن
ہی کہ وہ ہم پر جو رسول ہیں ظاہر ہونے سے پہلے اِن بھائیوں پر ظاہر ہو۔ کیا اُس
نے ہم کو اپنے رسولوں کے زمرہ سے خارج کر دیا ہی اور وہ اب ہماری کچھہ پرواہ
نہیں کرتا؟ نہیں۔ میں تو یہہ بات نہیں مان سکتا کہ یسوع ناصری مُردوں
میں سے جی اُٹھا ہی۔ اور اگر یہہ بات سچ ہوتی تو ضرور تھا کہ وہ پہلے ہم پر ظاہر
ہوتا" ابھی وہ یہہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ دفعتاً یسوع اُن کے درمیان آکھڑا
ہوا۔ اُس کو دروازہ کے راستہ اندر آنے کی کچھہ حاجت نہیں تھی۔ جیسے وہ

لوقا ۲۴-۳۶ تا آخر

پانیوں پر چل سکتا تھا ویسے ہی وہ معجزہ سے اُس کمرہ میں جہاں شاگرد بیٹھے تھے آداخل ہوا اور کہا۔ تم پر سلام۔ مگر یہہ دیکھکر اُن کے دلوں پر حیرت چھاگئی کیونکہ اُنہوں نے خیال کیا کہ یہہ فقط روح ہی۔ تب اُس نے اُن کو اپنے ہاتھہ اور اپنے پاؤں اور میخوں کے نشان جو اُن میں ٹھونکی گئیں تھیں دکھائے۔ اور نیز اپنا پہلو بھی اُن کے سامنے واکیا جس میں برچھی کے زخم کا نشان تھا۔ مگر مارے خوشی کے اُن کو ابھی یقین نہ آیا اور وہ اُسی طرح ایک حیرت کے عالم میں اُس کے مُنہہ کو تکتے رہے۔ مسیح کے جی اُٹھنے کا خیال تو نہایت فرحت بخش تھا۔ مگر یہہ ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی خوشخبری تھی کہ اُس کے سچ ہونے کا یقین نہیں آتا تھا۔ جام مایوسی و ناامیدی کو وہ ایسا جی بھر بھر کر نوش کر چکے تھے کہ اب اُن کو ایسی امیدوں کو دل میں جگہہ دیتے خوف معلوم ہوتا تھا کہ جن کا نتیجہ پھر وہی حسرت و ارمان ہو۔ جو رنج و غم کے صدمے وہ پہلے ہی اِس مایوسی کی بدولت اُٹھا چکے ہیں وہی بس ہیں۔ بجائے اِس کے کہ وہ اپنی ڈوبتی ہوئی اُمنگوں کو پھر تیرانے کے لئے امید کے تنکوں کا سہارا ڈھونڈھتے وہ ایسی امیدوں کو اپنے دلوں میں جگہہ دینے سے بھی پہلوتھی کرتے تھے جن سے بعد کو سوائے مایوسی کے کچھہ حاصل نہ ہو۔ وہ سوائے کامل ثبوت کے اِس بات پر یقین کرنے سے گھبراتے تھے۔ ناظرین۔ ذرا انسان کے دل کی اِس حالت پر خوب توجہہ سے غور کرو۔ اِس سارے بیان سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہ مسیح کی قیامت پر یقین کرنے کے

لئے بالکل تیار نہ تھے۔ کوئی بات اُن کو اِس سے بڑھکر بُری معلوم نہ ہوتی تھی کہ وہ پھر اُن امیدوں اور آرزوؤں کو دل میں جگہہ دیں جو پہلے ہی اُن کو یہہ بُرے دن دکھلا چکی ہیں۔ لیکن اپنے حواس کی گواہی سے منکر ہونا بھی اُن کے لئے مشکل تھا۔ مسیح اُن کے ساتھہ کھانے پر بیٹھہ گیا اور اِس حرکت سے صاف ثابت کر دیا کہ وہ بے جسم روح یا سایہ نہیں بلکہ بذاتہ موجود ہی۔ اور پھر اُس نے اُن کے سامنے نوشتوں کی پیشین گوئیوں کو حل کر کے یہہ ثابت کرنا شروع کیا کہ کیوں یہہ ضرور تھا کہ وہ صلیب پر اپنی جان دیوے۔ اب اُن کی آنکھوں سے پردہ اُٹھہ گیا۔ انجیل کا راز جو ابتدائے عالم سے پوشیدہ تھا آخر کار اُن پر کھل گیا۔ اور اب انجیلی انتظام کا جلال کچھہ کچھہ اُن پر منکشف ہونے لگا۔ اب اُنہوں نے معلوم کر لیا کہ مسیح نے اپنی موت سے تمام گنہگار انسانوں کے لئے نجات خریدی ہی۔ اِس کے بعد وہ اُن کے پاس سے چلا گیا اور دوسرے اتوار تک پھر اُنہیں نظر نہ آیا۔ اُسوقت جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہی توما موجود نہ تھا۔ اور جب بعد ازاں رسولوں نے اُس کو کہا تو اُس نے یقین نہ کیا۔ توما نے اُسوقت تمام رسولوں کی مجموعی شہادت کو قبول نہ کیا۔ لیکن جب دوسرے اتوار کو اُس نے آنکھوں سے مسیح کو دیکھہ لیا تو انکار کرنا ممکن نہ تھا۔ اِس کے بعد خداوند اپنے شاگردوں پر دو دفعہ جلیل میں ظاہر ہوا۔ ایک دفعہ دریا کے کنارے اور دوسری بار پہاڑ پر اور پھر یروشلم اور بیت عنیا میں اپنے آسمان پر اُٹھائے جانے کے وقت

یوحنا ۲۰۔ ۲۴ تا ۲۹۔

بھی اُن سے ملا۔

مگر عوام الناس اور حکام اِس گواہی سے بیخبر تھے اور اُن کو اب بالکل یہہ یقین ہو گیا تھا کہ مسیح کے معاملہ کا خاتمہ ہو چکا ہی۔ اگر اُس کے شاگرد پھر اِس معاملہ کے تازہ کرنے میں کچھہ ہاتھہ پاؤں مارتے تو اُن کا بھی اُسی طرح فیصلہ کیا جاتا۔ اگر کوئی شاگرد اتفاقیہ بھی اُن سے کہدیتا کہ مسیح پھر جی اُٹھا تو اُس کی یہہ کہکر ہنسی اوڑائی جاتی "کیوں۔ اگر وہ ایسا تھا تو صلیب پر سے ہی کیوں نہ اُتر آیا۔ جب وہ ہمارے حاکموں کے ہاتھہ سے مارا گیا تو ظاہر ہی کہ اُس نے صاف ہار مان لی۔ اب تو تمہارا اُس کے جی اُٹھنے کی بابت اِس قسم کی باتیں بنانا لاحاصل ہی۔ یہہ بات ایسی بیہودہ ہی کہ اِسپر کوئی یقین نہیں کریگا۔ اگر فی الواقع مردوں میں سے جی اُٹھتا تو فی الفور اپنے آپ کو حکام اور اور لوگوں پر ظاہر کرتا مگر اُس نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ ہم اِن سب باتوں کو خوب سمجھتے ہیں اب اِن بناوٹوں سے کام نہیں چلیگا" اور اور اِسی قسم کی باتیں کرتے۔ رسولوں کو خود اپنا حال یاد تھا کہ اُن کو اِس بات پر یقین لانے میں کسقدر مشکلات پیش آئی تھیں۔ اور اِس لئے وہ بخوبی سمجھتے تھے کہ اہل یہود سے یہہ امید کرنا کہ وہ اُن کی شہادتوں پر کان دھرینگے ایک خلاف عقل بات ہی۔ اِس سبب سے خداوند نے اُن کے خوب ذہن نشین کر دیا کہ جب تک وہ آسمان پر جاکر روح قدس کو اُن پر نازل نہ کرے اُن کو اُسکی نسبت گواہی دینے کی طاقت نہیں ملیگی۔ لوقا ۲۴-۴۹ +

فصل یازدہم

اب ہم اپنے آٹھویں اور نویں دعوے پر یکجا بحث کرتے ہیں

۸- مسیح کی قیامت شاگردوں کے نزدیک موت سے زندہ ہونا تھا اور یہہ زندگی ایسی کامل اور اعلیٰ اور نہایت طاقتور صورت میں تھی کہ اُس کا اُن کو کبھی خیال بھی نہیں گذرا تھا- ۹- جیسے کہ مسیح کا آسمان پر اُٹھایا جانا اُس کی قیامت پر منحصر تھا ویسے ہی پنتکوست اور اُس کے بعد ہمیشہ کے لئے روح قدس کا اُترنا اُس کے آسمان پر اُٹھائے جانے پر منحصر تھا ٭

ہم کو مسیح کی قیامت یعنی مردوں میں سے جی اُٹھنے کے اصلی منشا کا حال پنتکوست کے دن پہلی دفعہ معلوم ہوتا ہے- قیامت فی الحقیقت صعود کا ایک حصہ تھی یا یوں کہو کہ مسیح کے قبر سے لیکر خدا کے تخت تک پہنچنے کا پہلا زینہ تھی جب خداوند اپنی قیامت کے بعد پہلی دفعہ مریم مگدلینی پر ظاہر ہوا تو اُس نے اُس کی معرفت شاگردوں کو کہلا بھیجا کہ "وہ اپنے خدا اور اُن کے خدا اور اپنے باپ اور اُن کے باپ کے پاس جاتا ہے" (یوحنا ۲۰-۱۷) اور آخر میں اُنہوں نے اُس کو اپنے جسم کے ساتھ بیت عنیا کے قریب آسمان پر چڑھتے بھی دیکھا اور تب وہ خوشی خوشی اُس کے حکم کی بجا آوری کے لئے یروسلم کو واپس آئے اور روح قدس کے نزول کے لئے دعا و نماز میں مشغول

اعمال ۱باب

ہوئے۔ مسیح نے اُن پر پھونک کر یہہ کہدیا تھا کہ "تم روح قدس لیو" (یوحنا ۲۰ -
۲۲) اور اُن کو یہہ بھی سکھا دیا تھا کہ جو کچھہ نیک اور راست ہی روح کی طرف سے
ہی مگر وہ بخوبی واقف تھے کہ تمام قوموں میں مسیح کی منادی کرنے کے کام کے
لئے جو طاقت حاصل ہونی چاہئے وہ ابھی انکو نہیں ملی۔ اُسوقت شاگردان موجودہ
یروسلم کی ایک فہرست تیار کی گئی اور اُن کی تعداد عورتوں سمیت ۱۲۰ تھی (کیونکہ
وہ جان چکے تھے کہ مسیح میں نہ مرد ہی نہ عورت) معلوم ہوتا ہی کہ رسول اُسوقت اوپر
کے کمرہ میں رہتے تھے اور دوسرے شاگرد اُسی جگہہ آکر اُن کے ساتھہ عبادت
میں شریک ہوتے تھے۔ یسوع کی ماں مریم اور اُس کے بھائی بھی جن کی نسبت
(انجیل یوحنا ۷-۵) میں لکھا ہی کہ اُس پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہاں موجود تھے۔
اب اُس کے چلے جانے کے بعد بہت سی باتوں کو جو اُسوقت جبکہ وہ جسمانی طور پر اُن
کے ہمراہ موجود تھا راز سربستہ معلوم ہوتی تھیں۔ سمجھنے کے قابل ہو گئے تھے۔ ہم
اُس پہلی دعا و بندگی کے مجمع کا تصور باندھہ سکتے ہیں جو رسولوں نے اُس دن
کی شام کو جس دن کہ خداوند یسوع اُن کی آنکھوں کے سامنے اوپر اُٹھایا گیا
منعقد کیا۔ اُس چھوٹی سی جماعت کو اوپر والے وسیع کمرہ میں جمع کر کے رسول انکو
بتاتے ہیں کہ کس طرح خداوند یسوع اُن کے دیکھتے دیکھتے جب وہ اُن کو برکت
دے رہا تھا آسمان پر اُٹھایا گیا اور کس طرح چند فرشتوں نے اُن پر ظاہر ہو کر
اُن کو یقین دلایا کہ وہ اسی طرح پھر ایک دن آسمان سے اُتریگا (اعمال ۱- ۱۰ و ۱۱)

اور تمام بڑے اشتیاق اور توجہ سے اُن کی باتیں سُنتے ہیں اُن میں سے ایک سوال
کرتا ہے "کیا جب یہہ سب کچھہ واقع ہوا تو تم بھی وہاں موجود تھا" تو ما جواب میں کہتا
ہے "ہاں - میں بھی اُسوقت وہاں تھا اور میں نے اِن آنکھوں سے خداوند کو
آسمان پر چڑھتے دیکھا - یہانتک کہ ایک بادل نے اُسکو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ
کردیا" اِس پر یسوع کے بھائیوں میں سے ایک کہہ اُٹھا ہے "کاش کہ اُس وقت
ہم بھی وہاں موجود ہوتے - مگر خیر جو کچھہ ہوا اچھا ہوا" دوسرا بول اُٹھتا ہے "ہاں -
مگر اب ہم کو چاہئے کہ ہم اِن بیہودہ باتوں کو چھوڑ دیں کہ یہہ ہوتا اور وہ ہوتا - ہم
ابتک بہت کچھہ اپنے بیہودہ خیالوں کو اپنے خداوند کے خیالوں پر ترجیح دیتے
رہے ہیں" کلیوفاس کہتا ہے "مگر وہ مقام کہاں ہے جہاں سیح آسمان پر اُٹھایا گیا"
پطرس کہتا ہے "کوہ زیتون کے مشرقی ڈھلوان پر بیت عنیا کے قریب ایک
غیر آباد جگہہ ہے" پھر کوئی یہہ سوال کر بیٹھتا ہے "کیا اُسوقت کچھہ اور لوگ بھی اِدھر
اُدھر تھے جنہوں نے یہہ سب کچھہ دیکھا" پطرس کہتا ہے "میں نہیں جانتا کیونکہ
میری نظر اُسوقت خداوند پر جمی ہوئی تھی اور میں نے اُس وقت پھر کر یہہ نہیں
دیکھا کہ کوئی اور بھی پاس کے کھیت میں کھڑا ہے یا نہیں مجھہ کو اِس امر میں
شبہ ہے کہ اُس چھوٹی سی جماعت کے سوا جو اُسوقت اُسکے ہمراہ تھے اور بھی کسی
نے اُس کو دیکھا ہو" مرقس کہتا ہے "مجھے اِس میں کچھہ شک و شبہ نہیں کہ یسوع
نے جو کچھہ کیا اچھا کیا گو میرے دل میں یہہ خیال گذرتا ہے کہ یہہ ایک بڑی بات ہوتی

اگر خداوند یروشلم کے باشندوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھتا کیونکہ اِس سے اُن کو یقین ہو جاتا کہ اُنہوں نے اُس کو صلیب دینے میں بڑی شرارت اور گناہ کا کام کیا ہے۔ اِس پر یوحنا جواب دیتا ہے ہمینے خداوند کو اپنی اُن تمام آزمائشوں کا حال بیان کرتے سُنا ہے جن سے وہ اپنی منسٹری کے شروع کرنے سے پہلے جبکہ دریائے یردن میں اُس پر روح قدس نازل ہوا آزمایا گیا۔ وہ روح میں ہیکل کے اُس اونچے مینار کی چوٹی پر پہنچایا گیا تھا جو وادی یہوسفط کی طرف ہے ایسے وقت میں جب کہ ہیکل کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ اور اُس وقت اُس سے کہا گیا کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو وہاں سے گرادے اور اگر اُسی بلندی سے گر کر اُس کے چوٹ نہ لگیگی تو تمام لوگوں پر یہہ ثابت ہو جاویگا کہ وہ فی الواقع مسیح ہے۔ بلاشبہ ہمارے نزدیک یہہ خیال لوگوں کے دلوں پر قابو حاصل کرنے کے لئے بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر خدا کے خیال ہمارے خیالوں جیسے نہیں۔ اور ہمارے خداوند نے جان لیا کہ اُس کام کو سرانجام کرنیکا جو اُسکے سپرد ہوا ہے یہہ درست طریق نہیں۔ **خدا کی بادشاہت نمود کے ساتھہ نہیں آتی** (لوقا ۱۷-۲۰) اِس بات پر بخوبی غور کرو اور تم پر بخوبی روشن ہو جاویگا کہ اگر بہت سے لوگ موجود بھی ہوتے تو صرف تھوڑے سے لوگ جو قریب ہوتے اُسکے آسمان پر اُٹھنے کو دیکھہ سکتے اور دور کے لوگوں کو پھر بھی یہہ شبہ رہتا کہ آیا وہ فی الحقیقت یسوع ہی تھا جو اُٹھایا گیا۔ جو اُس کی

شہادت اعلیٰ درجہ کی شہادت نہیں ہی۔ بہت سے لوگ پھر بھی اُن کی شہادت
پر یہہ اعتراض وارد کر سکتے تھے کہ اُنہوں نے صرف ایک روح یا سایہ دیکھا
ہی۔ مگر خداوند اگر اب بھی چاہے تو لوگوں کو اپنی قیامت کا پورا ثبوت دے سکتا
ہی۔ وہ آسمان سے ہم کو قوت عطا کریگا اور اُس قوت کے ذریعہ سے ہم اُس کے
سخت سے سخت دشمنوں اور بے ایمانوں کو یقین دلا سکینگے کہ وہ فی الحقیقت
آسمان پر چڑھ گیا ہی۔ مگر پیارے دوستو۔ ہم کو اس قسم کی باتوں میں اپنا قیمتی
وقت ضائع نہیں کرنا چاہئیے۔ آؤ۔ اب ہم اپنے خداوند کے نام سے جو آسمان
پر چڑھ گیا ہی دعا مانگیں۔ اُس نے ہم کو یقین دلایا تھا کہ جو دعا اُس کے نام سے
کیجاوے وہ ضرور قبول ہوگی۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ اُس کے مبارک نام
کی تاثیر کو پورے طور پر آزماؤں۔ اُس نے ہم کو بتایا تھا کہ یہہ ہمارے لئے فائدہ مند ہی
کہ وہ باپ کے پاس جاوے (یوحنا ۱۶: ۷) اور اُس کے تمام کلام سے مجھے یہہ
معلوم ہوتا ہی کہ وہ آسمان پر سے زیادہ جلال اور قدرت کے ساتھ ہماری مدد کریگا
بہ نسبت اِس کے کہ جب وہ زمین پر تھا۔" اب وہ یکے بعد دیگرے دعا میں مشغول
ہوتے ہیں۔ اپنی دعاؤں کے ساتھ وہ اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ
اُنہوں نے اکثر اپنے خداوند کی تعلیم اور نمونہ سے بے پروائی کی ہی اور بہت سے
ایسے کام کئے ہیں جن سے اُسکو رنج پہنچا ہوگا۔ اِس کے ساتھ ہی وہ اُسکے
پاک کلام کو جو اُنہوں نے اُس کی زبانی سُنا اور اُس کے کاموں اور تکلیفوں کو بھی

یاد کرتے ہیں۔ جس قدر وہ زیادہ دعا کرتے ہیں اُسی قدر دعا کا روح زیادہ
اُن پر نازل ہوتا ہی۔ آخر کار وہ ٹھہر جاتے ہیں۔ اتنے میں ایک بھائی کو ایک موقعہ
یاد آتا ہی جب کہ اُس نے اپنے ایک دوسرے بھائی سے سخت کلامی کی تھی۔ اور
وہ اپنی خطا کا اقرار کرکے اُس سے معافی مانگنی چاہتا ہی۔ اِس کے بعد ایک
دوسرے بھائی کو یاد آتا ہی کہ کچھ دن ہوئے اُس نے ایک اور بھائی کی اُس کی
پس پُشت بدگوئی کی تھی اور وہ اِس امر کا اظہار کرکے اُس سے اپنی خطابخشی کرواتا
ہی ایک اور یہہ کہتے ہوئے جلدی سے باہر چلا جاتا ہی کہ اُس نے ایک شخص سے
کچھ روپیہ قرض لیا تھا اور اُس کو وعدے کے موافق ادا نہیں کیا۔ اِسوقت
یعقوب اِس بات کی ضرورت پر کچھ گفتگو کرتا ہی کہ پیشتر اِس کے کہ ہم خدا سے
دعا کی قبولیت کی امید کریں ہم کو چاہیئے کہ اپنے بھائیوں سے اپنے سارے
معاملات کو ٹھیک کرلیں اُس نے سب کو نصیحت کی کہ جس کسی پر کسی کا کچھ
واجب ہو فی الفور ادا کردے کیونکہ خدا نے فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص شریعت کے
حکموں سے اپنے کان بند کرلے اُس کی دعا مکروہ ہی اور صرف وہی جو اپنے
گناہوں کا اقرار کرتا اور اُن کو چھوڑ دیتا ہی سرسبز ہوگا۔ امثال ۱۸۔ ۹ و ۱۳+

اِس لئے اَی میرے پیارے بھائیو اور بہنو میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ
دوبارہ جمع ہونے سے پہلے ہم اپنے وعدوں کو ایفا کریں۔ قرضوں کو ادا کریں۔
دشمنوں کو معاف کریں۔ اُن کے سامنے جن کو ہم نے رنج پہنچایا اپنے آپ کو عاجز

کریں اور معافی مانگیں اور جہاں تک ممکن ہو سب کے ساتھ امن وصلح قائم کریں۔ یاد رکھو کہ ہمارے خداوند نے فرمایا ہی کہ اگر تیرا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے کاٹ ڈال اور اپنے سے دور پھینک دے۔ (متی ۵-۳۰)+

فصل دوازدہم

جب خداوند کے صعود کے دوسرے دن شاگرد اکٹھے ہوئے تو اُن کے چہروں پر پہلے کی نسبت زیادہ بشاشت کے آثار نمایاں تھے۔ اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے تھے کہ کس طرح خداوند نے اُن کو ایسے ایسے کام کرنے کی طاقت بخشی ہی جن کا اُن کو پہلے کبھی خیال بھی نہیں گذرا تھا۔ اُن میں سے ایک نے جو کسی کا ضامن ہونے کے سبب ایک مشکل میں پھنس رہا تھا اپنا تھوڑا سا مال جو وہ رکھتا تھا بیچ کر اپنے کو اس ذمہ واری سے چھڑا لیا تھا۔ اب سنو کہ پطرس کیا کہہ رہا ہی۔ میں کل شام ایک عورت سے دوچار ہوا جس کو مینے پہلے سردار کاہن کے دربار میں اُس مصیبت ناک رات کو دیکھا تھا جس دن خداوند گرفتار ہوا تھا۔ مینے اُس کو پہچان لیا اور اُس سے جاکر کہا کہ ای عورت مینے تجھسے اس رات جب تم نے مجھ کو یہہ الزام لگایا کہ تو یسوع ناصری کا شاگرد ہی جھوٹ بولا تھا۔ مینے آدمیوں کے خوف سے اُس رات اُس سے انکار کر دیا تھا۔ میں اُس رات

سے برابر اسی غم سے روتا رہا ہوں کہ مینے کیوں اپنے آقا سے انکار کیا۔ اُس کے بعد وہ عورت تو چلی گئی لیکن میرے دل میں اِس بات سے بڑی تسلی پیدا ہوئی کہ مینے اپنے قصور کا اقرار تو کر دیا۔" اب وہ سب دعا و عبادت میں مشغول ہوئے اور گھنٹوں تک برابر اُس میں لگی رہی۔ جب رسول دعا مانگتے تھے تو خداوند کے وہ الفاظ جو اُس نے آخری فسح کی رات کو اُن سے کہے تھے اُن کو پھر یاد آ گئے۔

اور اُنہوں نے اُس کے مطابق مناجاتیں شروع کیں یعنے "جو کچھ تم میرے نام سے مانگو گے میں وہی کرونگا۔" (یوحنا ۱۴-۱۵) "میں باپ سے دعا مانگونگا اور وہ تم کو ایک اور تسلی دینے والا بخشیگا (یوحنا ۱۴-۱۶) اگر کوئی آدمی مجھے پیار کرے وہ میری باتوں کو نگاہ رکھیگا اور میرا باپ اُس کو پیار کریگا اور ہم اُس کے پاس آوینگے۔" (یوحنا ۱۴-۱۱) میرے باپ کا جلال اِس میں ہے کہ تم بہت پھل لاؤ (یوحنا ۱۵-۱۸) "رُوح حق تم کو ساری سچائی کی راہ بتاویگا" (یوحنا ۱۶-۱۳) "اُبتک تم نے میرے نام سے کچھ نہیں مانگا۔ مانگو اور تم پاؤ گے تاکہ تمہاری خوشی کامل ہو۔" (یوحنا ۱۶-۲۴) "قدوس باپ اپنے نام کی خاطر سے اُن کو جنہیں تو نے مجھے دیا ہے نگاہ رکھہ تاکہ وہ ایک ہوں۔" (یوحنا ۱۷-۱۱) "تاکہ وہ محبت جس سے تو نے مجھے پیار کیا ہے اُن میں ہو اور میں اُن میں ہوں۔" (یوحنا ۱۷-۲۶) تب وہ نوشتوں کے

ڈھونڈھنے میں مشغول ہوئے - اب وہ زبور اور نبیوں کے صحیفوں اور موسیٰ کی کتابوں میں وہ باتیں دیکھکر نہایت حیران ہوئے جو ابتک کبھی اُن کی سمجھ میں نہیں آئی تھیں - ان کو اب معلوم ہوا کہ وہ فی الحقیقت ابتک نوشتوں سے بالکل بیخبر تھے حالانکہ اُن کو پہلے اِس بات پر فخر تھا کہ وہ اُن سے خوب واقف ہیں - اِسکے بعد وہ کچھ دیر تک ایک دوسرے کو اُن باتوں کی یاد دہانی میں مشغول رہے جو مسیح نے اپنی موت اور قیامت کے پہلے فرمائی تھیں - ایک نے ایک یاد کی دوسرے نے دوسری - اور اگر کوئی بات اُن کو اُسیوقت ٹھیک یاد نہ آتی تو عموماً دعا کے وقت اُن کے دل میں آجاتی تھیں - روز بروز وہ اِس طور پر اکٹھے ہوکر عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور بجائے اِس کے کہ وہ اس سے تنگ آجاتے وہ دن بدن اُس میں زیادہ زیادہ محو ہوتے جاتے تھے - وہ اپنے آپ میں اُس کام کے کرنے کی جو اُن کے آقا نے اُن کے سپرد کیا تھا کچھ بھی طاقت نہیں پاتے تھے اور وہ کسی ایسی طاقت کے ملنے کے امیدوار تھے جو ابتک اُن کے علم سے باہر تھی - اُن کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کسطرح خدا کا روح اُن جیسے کمزور آدمیوں کو ایسی قوت عطا کریگا جس سے وہ اِس دنیا کی طاقتوں کا مقابلہ کرسکینگے - وہ نہیں جانتے تھے کہ کس طرح نفسانی آدمی اُس قوت کے سامنے مغلوب اور مطیع ہوجاوینگے - مگر اُن کو خیال گذرتا تھا کہ غالباً یہہ اِس طرح ہوگا کہ خدا کا روح اُن کی اپنی روحوں پر اِس قسم کا غلبہ پائیگا جیسا کہ

گذشتہ دنوں میں اُن کا آقا لوگوں پر رکھتا تھا۔ اُن کے دل میں ایک دوسرے سے کچھہ عجیب طرح کا اُنس و محبت پیدا ہو گیا تھا۔ اور یہہ بات کہ ہم میں کون بڑا ہے اب کبھی اُن کے خیال میں بھی نہیں آتی تھی۔ جوں جوں پنتکوست کا دن قریب آتا گیا اُن کے دل میں خود بخود خیال پیدا ہوتا گیا کہ شاید اُس روز خداوند اُن کو وہ نعمت عطا کریگا جس کا اُس نے وعدہ کیا ہے۔ فسح کے برہ کی قربانی کے پچاس روز بعد کوہ سینا پر شریعت دی گئی تھی۔ اور ہو سکتا ہے کہ انجیل کی اعلیٰ برکت بھی اُسی دن عطا کیجاوے *

پنتکوست کے روز بہت سویرے تمام شاگرد اُسی مکان میں جمع تھے جس میں وہ ہر روز اکٹھے ہو کر عبادت کرتے رہے تھے۔ کہ دفعتاً بڑی آندھی کے چلنے کی آواز آئی اور آگ کی سی زبانیں ظاہر ہوئیں اور اُن میں سے ہر ایک کے سر پر ٹھہریں۔ یہہ تو ظاہری نشان تھا۔ لیکن سب سے بڑی بات یہہ تھی کہ اُن میں سے ہر ایک نے اپنے تئیں روح قدس سے معمور پایا اور ہر ایک اِس امر سے واقف ہو گیا کہ اُس کے دل میں ایک الٰہی اور قادر روح موجود ہے جس سے اُن میں غیر زبانوں کے بولنے کی جو اُنھوں نے کبھی نہیں سیکھیں تھیں قابلیت پیدا ہو گئی۔ اُن میں ایک الٰہی طاقت کی موجودگی کا اِس سے بڑھکر کامل ثبوت اَور کیا ہو سکتا تھا۔ یہہ بلا شبہ وہی طاقت تھی جس نے نبیوں کو آنیوالی باتوں کی خبر دینے کی جن کو وہ پہلے کبھی نہیں جانتے تھے قدرت عطا کی اسی روح کے

اعمال ۲ باب

ذریعہ سے داؤد نے پہلے ہی سے بائیسویں زبور میں مسیح کے مصلوب ہونے کا
حال بیان کیا تھا۔ اِس عجیب واقعہ کی خبر فی الفور لوگوں میں مشہور ہوگئی۔ اور تھوڑی
دیر میں لوگوں کا ایک جم غفیر اُس گھر کے سامنے جمع ہوگیا۔ تب بڑی خوشی و خرمی
سے رسولوں نے جاکر یہودیوں اور اُن سب لوگوں کو جو سلطنت روما کی دور دراز
حصّوں سے جمع ہوئے تھے اُنہیں کی زبانوں میں خطاب کیا۔ شاگردوں کے
دل خدا کی محبت سے معمور تھے اور اب اُنہوں نے اُس زندہ اتحاد کو جو خداوند
یسوع مسیح کے ساتھ اُن کو حاصل تھا پورے طور پر تحقیق کر لیا۔ اُنہوں نے
معلوم کر لیا کہ زمین اور آسمان کے تمام اختیار اُس کو حاصل ہیں اور کہ اِس اتحاد
کے سبب وہ سارے اختیار اُن کو بھی حاصل ہیں۔ اب اُن کے دل میں لوگوں
کی طرف سے خوف کا نام بھی باقی نہ رہا۔ اور اُنہوں نے بلا تامّل یروسلم کے لوگوں
کو ملزم ٹھہرایا۔ کہ اُنہوں نے یسوع کو جو جلال کا خداوند ہے مار ڈالا ہے اور اُن پر ظاہر
کیا کہ خدا آج کے دن اُن کے ذریعہ سے لوگوں کو اسبات کا ثبوت دے رہا ہے کہ
یسوع قادر مطلق کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اُسوقت بیشمار لوگ اپنے گناہوں سے
خبردار ہوگئے اور تین ہزار آدمیوں نے اُسی دن کھلم کھلا اُس کو مسیح اور اپنا
نجات دہندہ قبول کر لیا اور بپتسمہ پایا۔ اُن کا یہ ایمان کسی عجیب جوش یا فوری تحریک
پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ اُنہوں نے اپنی زندگیوں اور خیالات کی کامل تبدیلی سے اپنے
اِس ایمان کی سچائی کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔ اُن کا مزاج یسوع مسیح کا مزاج ہوگیا۔

اور یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک یسوع کے بدلے جس کو یہودیوں نے قتل کر دیا اب ہزارہا یسوع یروسلم میں بلا خوف وخطر اُس کے نام کی شہادت دینے کو پیدا ہو گئے ہیں +

فصل سیزدہم

ہمارا دسواں دعوی یہہ ہے

مسیح کی جسمانی اور نظر آنیوالی قیامت کے بغیر نہ تو کوئی مسیحی کلیسا یروسلم میں ہوتی نہ قوموں میں انجیل کی منادی ہوتی نہ رسولوں کے اعمال کی کتاب ہوتی نہ اُنکی قائم کی ہوئی کلیسیاؤں کے نام اُن کے خطوط ہوتے۔ نہ کوئی نئے عہدنامہ کی کتاب نہ خداوند کا سبت نہ مسیحی کلیسا دُنیا میں ہوتی +

یہہ بات تحقیق ہے اور اس سے کوئی سمجھدار آدمی انکار نہیں کر سکتا کہ انجیل کی نسبت جس کی پہلے رسولوں نے منادی کی یہودیوں کے دل میں سخت مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ فریسی صدوقی کی اور صدوقی فریسی کی برداشت کر سکتا تھا اور یہہ دونوں ہیرودیسی کی اور ہیرودیسی ان دونوں کی نہیں بلکہ فریسی محصول لینے والے کی اور محصول لینے والا فریسی کی بھی برداشت کر سکتا تھا۔ یونانی اور عبرانی۔ خاندانی یہودی اور نومرید اور رومی قوم کے نیک لوگ بغیر کسی قسم کے جھگڑے فساد کے ایک سوسائٹی میں اکٹھے رہ سکتے تھے۔ مگر اُن لوگوں کو جو یہہ اقرار کرتے تھے کہ یسوع ناصری کو جو صلیب

دیا گیا خدا نے مُردوں میں سے جلا دیا اور کہ وہ مسیح ہے - وہ سب ایک آنکھہ نہیں دیکھہ سکتے تھے - اس بات کا اقرار کرنا گویا دوسرے لفظوں میں یہہ کہنا تھا کہ یہودیوں کی مجلس مذہبی نے بسرگروگی سردار کاہن و بامداد جملہ کاہنوں فقیہوں شریعت کے سکھلانے والوں اور دیگر علمار دین کے ممسوح منجی اور موعود مسیح کو رد کرنے سے ایک بڑے سخت اور بے مثل گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور رومی حکام سے ملکر اُس کو ایک نہایت بدکردار مجرم کی طرح قتل کروا دیا ہے - یہہ کہنا کہ خدا نے یسوع کو مردوں میں سے زندہ کردیا ہے گویا اُن کو قاتل اور دغاباز ٹھہرانا اور مذہبی سرگروہوں اور عوام اور حکام پر ایک سخت جرم کا الزام لگانا تھا - جب کہ اُنہوں نے خود یسوع کی برداشت نہیں کی تو یہہ ظاہر ہے کہ وہ اُس کے پیروؤں کی جو اُن کو نہایت سخت جرم کا مجرم قرار دیتے تھے کب برداشت کرنے لگے تھے - واقعات کی حالت کے مطابق اُن لوگوں کی مثال جو پنتکوست کے روز یروشلم کے لوگوں کے سامنے انجیل کی منادی کرتے تھے ایسی تھی جیسے کہ بڑے بھیڑیوں کے خونخوار گروہ کے خلاف اپنی آوازیں بلند کریں - مگر کس چیز نے اُن کو ایسی جرأت کا حوصلہ دیا؟

ہم دیکھہ چکے ہیں کہ وہ بجائے خود کیا چیز تھی - یہہ خیال کہ وہ لوگوں کو اس امر کا یقین دلانے کی کوشش کرینگے کہ اُنہوں نے زندگی کے شاہزادے کو قتل کردیا ہے اور کہ سوائے اُس خون کے وسیلہ کے جو اُنہوں نے کلوری پر بہایا ہے - اُن کے لئے نجات کی کوئی امید نہیں سرے ہی سے بالکل بیہودہ بلکہ دیوانگی کے درجہ کو

پہنچا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

ہاں۔ اگر مسیح فی الحقیقت مردوں میں سے نہ جی اُٹھتا تو خود شاگرد وہی اپنی روحانی اور ذہنی افتاد سے کبھی نہ اُٹھتے۔ اور کبھی اُس مصلوب کے حق میں گواہی دینے کی جرات نہ کرتے۔ اور اگر بالفرض اُن کو کبھی اس قسم کا خیال پیدا بھی ہوتا تو اُن کے ہموطن تخویف و تہدید سے اُن کو فوراً دبا لیتے۔ بلاشبہ بہت سی باتیں اُن لوگوں کی یاد میں جنہوں نے اُن کو سُنا تھا بہت دنوں تک رہتیں۔ بہت سے لوگ جنہوں نے اُس کے ہاتھوں شفا پائی تھی عرصہ تک شکر گذاری کے ساتھ اُس کے نام کو یاد رکھتے۔ کئی سالوں تک اُسکی زندگی کے بہت سے عجیب عجیب واقعات کا لوگوں کے درمیان تذکرہ ہوا کرتا۔ لیکن اگر کسیوقت کوئی شخص عام طور پر یہہ کہنے کی جرات کرتا کہ یسوع ناصری فی الحقیقت مسیح تھا تو فوراً اُسپر حکام کا غضب بھڑک اُٹھتا اور وہ سخت سے سخت سزا کا سزاوار ٹھہرایا جاتا۔ ناظرین ذرا اُس شخص کے ماباپ کی باتوں کو یاد کریں جن کے مادر زاد اندھے بیٹے کی آنکھیں مسیح نے کھولی تھیں۔ برادری سے خارج کئے جانے کے ڈر کے مارے وہ اُس شخص کے حق میں ایک بات بھی نہ کہہ سکتے تھے جس نے اُن پر اسقدر بڑا احسان کیا تھا۔ جبکہ مسیح کی زندگی میں یہہ حال تھا تو اُسوقت جبکہ اُس کو دغابازی کا مجرم ٹھہرا کر چوروں کے درمیان صلیب پر کھینچدیا گیا تھا کیا حال ہوگا۔ اُسوقت تو اُسکے حق میں ایک کلمہ کہنا گویا دینی و دنیوی حکام کی سخت ہتک کرنا تھا۔

یوحنا ۹ باب

کوئی شخص جو ان ساری باتوں پر ذرا بھی غور کریگا دم بھر کے لئے بھی شبہ نہیں کرسکتا کہ اعمال کی کتاب میں رسولوں کے خلاف جو کچھ حکام یروشلم و تابعین شریعت موسوی کی دشمنی اور عداوت کا ذکر درج ہی بالکل صحیح اور ماننے کے قابل ہی۔ مسیح کے شاگرد اُن لوگوں سے سوا مخالفت اور عداوت کے اور کیا امید کرسکتے تھے؟

فصل چہاردہم (خاتمہ)

پنتکوست کے روز کا واقعہ گویا خدا کی جانب سے اُس سوال کا جسپر ہم بحث کررہے ایک شافی جواب ہی۔ اُس روز تمام دنیا کے سامنے خدا نے یہہ اعلان کردیا کہ یسوع فی الحقیقت مسیح ہی جو دنیا کے گناہوں کے لئے اور ایمانداروں کی راست بازی کے لئے خواہ وہ یہودی ہوں یا غیر اقوام پھر جلایا گیا۔ اُسی ایک روز میں تین ہزار مرد و عورت اس امر کی شہادت دینے کو اور اگر ضرورت ہو تو اپنے خون سے اُس کی سچائی پر مُہر کرنے کو اُٹھ کھڑے ہوئے کہ "یسوع خدا کا پیارا بیٹا اور خدا اور آدمی کے مابین اکیلا درمیانی ہی"۔ یہہ گواہوں کی ایک نہایت پاک جماعت تھی اس سے پہلے مرد و عورت کی ایسی بڑی جماعت کبھی دیکھنے میں نہیں آئی جو خود غرضی یا ناراستی سے اسقدر مبرا ہو۔ اُن

میں سے کوئی بھی کسی چیز کو اپنی نہیں سمجھتا تھا بلکہ ہر ایک چیز مذبح پر رکھی جاتی تھی
ہر ایک شخص اپنے ہمسائے کو اپنے برابر پیار کرتا تھا +

خدا نے ہر ایک کو نیا دل اور راستی کی روح بخشی تھی۔ اس سے چند روز
پہلے اُن سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کبھی فقیہوں فریسیوں سرداکاہنوں
اور بزرگوں کی مرضی کے خلاف چلنے کی جرات کرینگے۔ برادری سے خارج ہونا
موت سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ اُنہوں نے مسیح کو مصلوب ہوتے دیکھا تھا
اور شاید شام کو اپنے اپنے گھر جا کر شکر کیا ہوگا کہ ملک کو ایک مفسد شخص سے
نجات ملی۔ اور اس کے بعد اگر وہ مسیح کے شاگردوں کو اتفاقاً کہیں کوچہ میں
مل جاتے ہونگے تو اُن سے ایسے بچتے ہونگے جیسے ناپاک چیز سے پرہیز کرتے ہیں
لیکن خدا کی قدرت کیسی عجیب تھی جو اب لوگوں کی روحوں پر ایسی حادی ہوگئی
کہ اُنہوں نے گناہوں اور شرارتوں سے توبہ کی اور اپنے اپنے فرقوں اور جماعتوں
سے نکل کر باوجود سخت مخالفت اور خطرہ کے یہہ شہادت دینے کو اُٹھ کھڑے
ہوئے کہ ”یسوع مسیح ہی۔ کہ یسوع مسیح منجی اور بادشاہ خدا کے دہنے
ہاتھ بیٹھا ہی اور آسمان کے نیچے صرف اُسی کے نام سے نجات
مل سکتی ہی“ یہہ گواہ ہر طرح کی آزمائش اور امتحان کے لئے آمادہ تھے۔ اگر اُن

اعمال ۴-۱۲

کی اوکسانے والی وہی روح ہوتی جو اور آدمیوں میں ہوتی ہی تو اُن کو اس خیال
سے جس سے خود اُن کو اسقدر تکلیف اُٹھانی پڑی تھی پھیر دینا کچھ بھی مشکل نہ ہوتا

اُن کے روزینہ کو بند کر دو۔ لعنت ملامت کرو۔ ذلیل ٹھہراؤ۔ بدسلوکی کرو۔ پتھراؤ کرو۔ جان سے مار ڈالو۔ یروسلم سے نکال دو۔ جو کچھ چاہو کرو مگر وہ اِس شہادت سے نہیں پھرینگے۔ وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولینگے۔ فریب نہیں دینگے۔ مال چھین لو۔ جان لے لو۔ مگر وہ اِن ساری تکلیفوں کو صرف خوشی سے ہی برداشت نہیں کرینگے بلکہ اپنے قاتلوں کے حق میں آخری دم میں بھی دعائے خیر ہی کرینگے +

اعمال ۷۔ ۲۹

یہہ تین ہزار کی جماعت فی الحقیقت گواہوں کی ایک شریف جماعت تھی۔ اور یہی نہیں بلکہ یہہ جماعت دن بدن بڑھتی گئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں پانچ ہزار مرد اور عورت۔ سب ملکر قریب دس بارہ ہزار کے ہو گئے یہہ تو یروسلم کا حال تھا۔ اُس کے علاوہ تمام ملک میں ہر ایک شہر اور ہر ایک گاؤں میں مسیح کے شاگرد روح اور قدرت کے ساتھہ اُس کی قیامت پر گواہی دینے کے لئے پھیل گئے۔ جو لوگ یروسلم میں ایمان لائے اُن میں بہت سے لوگ بیرونجات کے رہنے والے تھے۔ اور بلاشبہ وہ فی الفور اپنے اہل شہر اور اہل قرابت کو خوشخبری پہنچانے کے لئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہونگے۔ جب کہ استیفان کے مرنے کے بعد اہل یہود کا غضب نہایت ہی تیزی کے ساتھہ بھڑک اُٹھا تو اُن میں سے بہت لوگ اِس بات کو اپنا فرض سمجھکر یروسلم سے دیگر مقامات کو چلے گئے۔ اور اِس طریقہ سے اُن کو دور دور تک انجیل کی خبر پہنچانیکا موقعہ ملا +

اعمال ۷، ۸ باب

اِسکے بعد انجیل کا راستہ غیر قوموں میں بھی کھل گیا۔ اور رسولوں کی ترقی کا ہر ایک درجہ اِس امر پر شاہد ہی کہ خداوند جو انسان کے گناہوں کے لئے مُوا اُن کا ہادی اور رہنما تھا۔ لوگوں کو یہہ تعلیم دی جاتی تھی کہ اگر وہ خداوند یسوع پر ایمان لاوینگے تو وہ اپنے دلوں میں اِس امر کی شہادت معلوم کرینگے کہ وہ فی الحقیقت زندہ اور قادر مطلق مسیح ہی۔ خدا کا روح اُن پر نازل ہوگا اور اُن کو مسیح میں ایک نئی مخلوق بنا کر اُن کو گناہ اور اغوائے شیطانی پر فتح بخشیگا۔ اور انسان کے خوف سے آزاد کر دیگا۔ وہ دنیا کے لئے گویا نور ہونگے اور زندگی کے کلام کو اُس کے سامنے پیش کرینگے۔ ہر ایک جگہہ بعض اشخاص نے اِس امر کی تحقیقات کی اور آخر خود بھی روح قدس سے بھر کر مسیح کی قیامت کے شاہد ہو گئے۔

کیا مسیح مر کر پھر جی اُٹھا؟ ہم اِس کا جواب مفصلہ ذیل دس دعووں میں کافی طور پر دے چکے ہیں۔ کہ

۱۔ یسوع ناصری وہ تھا جس کی نسبت تمام پہلے نبی شہادت دیتے آئے۔ کہ

۲۔ اُس کا مشن تمام بنی آدم سے علاقہ رکھتا تھا۔ کہ

۳۔ وہ دُنیا کو بچانے اور خدا اور اُس سے بچھڑے ہوئے بنی آدم کے درمیان صلح کروانے آیا۔ کہ

۴۔ وہ ہمیشہ اپنی موت کو اِس امر کی تکمیل کا ذریعہ بیان کرتا رہا۔ کہ

۵- اُس کا تمام کام بالکل کالعدم ہو جاتا اگر وہ مردوں میں سے پھر نہ جی اُٹھتا- کہ

۶- وہ اِس امر سے بخوبی واقف تھا اور ہمیشہ اپنی موت کے ساتھ اپنی قیامت کا بھی ذکر کیا کرتا تھا اور کہ اُسکے شاگردوں اور ساری دنیا کی امیدیں اسی امر کے ساتھ وابستہ تھیں- کہ

۷- اُس کی گرفتاری اور قیامت کا درمیانی عرصہ ظاہراً اُس کے کام کی بربادی اور موت کا زمانہ تھا- کہ

۸- اُسکے شاگردوں میں ایک عجیب قسم کی تبدیلی واقع ہو گئی جب اُن کو معلوم ہو گیا کہ یقیناً خدا نے مسیح کو مردوں میں سے زندہ کیا ہی

۹- اور خاصکر جب کہ پنتیکوست کے روز نجات دہندہ نے اُن کو اپنی گواہی کے لئے قدرت عطا کی- اور کہ

۱۰- رسولی زمانہ میں روح قدس کے نزول سے عجیب عجیب تاثیرات پیدا ہوئیں +

اِس سوال کا کہ کیا مسیح جی اُٹھا ہی خدا کی طرف سے کافی و شافی جواب ان امور میں پایا جاتا ہی کہ دنیا میں اِسوقت مسیح کی کلیسیا موجود ہی- نئے عہدنامہ کی کتاب موجود ہی- خداوند کا سبت منایا جاتا ہی- شہیدوں کی ایک بڑی فوج اُس پر اپنے خون سے مہر کر چکی ہی- سوسائٹی میں انجیل نے عجیب تبدیلیاں پیدا

کر دی ہیں۔ بت پرستی تمام قوموں سے دور ہوتی جاتی ہے۔ اور اور مذہب اور طریق جن کو لوگوں کے دلوں پر بہت قابو حاصل تھا رفتہ رفتہ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ ایسے بڑے ثبوت کے مقابلہ میں اُن بعض واقعات پر جنکا مسیح کی قبر میں سے نکلنے کے متعلق انجیل میں ذکر ہے کسی قسم کی بحث وحجت کرنا بالکل بیفائدہ اور لاحاصل ہے۔ ہمارے پاس اس امر کی بابت بیشمار ثبوت موجود ہیں۔ اور ہم کو یقین ہے کہ جو شخص سنجیدگی اور صاف دلی سے بلا رو رعایت اُن تمام امور پر جن کا ہم نے اس رسالہ میں تذکرہ کیا غور کریگا وہ ضرور معلوم کر لیگا کہ تاریخ میں کوئی امر اس سے زیادہ واضح اور صاف نہیں کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا+

اور اب پیارے ناظرین۔ ایک دوستانہ صلاح پر میں اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ اگر یسوع مسیح فی الحقیقت دُنیا میں آیا۔ دُکھ اُٹھایا۔ تعلیم دی۔ مارا گیا۔ جی اُٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ تو وہ اب خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے اور ہمارا مقبول شدہ منجی اور درمیانی ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہماری قوم پر خدا کا فضل و رحمت ایسا روشن اور صاف ہے کہ جو کوئی اعتقاد کے ساتھ اُس کی راستبازی کا وسیلہ ڈھونڈھتا ہے اُس کو خدا ضرور قبول کرتا ہے اور اُسکے گناہ معاف کر کے اُس کو نجات دیتا ہے۔ یہہ نجات تمہارے لئے بھی ہے اگر تم اُسے قبول کرو۔ اور یہہ بھی جان لو کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی بڑی

قیمتی نہیں جو تم کو اس نعمت کے حاصل کرنے سے جو ایسی بڑی قیمت پر تمہارے لئے خریدی گئی ہے روک رکھے۔ تم اس سارے معاملہ کا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے کافی ثبوت حاصل کر سکتے ہو اگر تم مسیح کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرو کہ وہ تم کو اپنا روح قدس عطا کرے۔ تاکہ تم اور سب بھروسے اور آسرے ترک کر کے ایمان کی آنکھوں سے اُس کو دیکھ سکو جس نے تمام لوگوں کے لئے موت کا مزا چکھا۔ اور اب اُن سب کی شفارش کرنے کے لئے جو اُس کے وسیلہ سے خدائےتعالیٰ کی حضور آتے ہیں ابد تک زندہ ہے +

تمام شد